ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ
یکم مئی ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی پھٹکار سے بچو

یہ کام ہرگز نہ کرو؟

(۱) مصور

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُصَوِّرُوْنَ — (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ارشاد:- فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر اتارنے والوں پر خدا کی لعنت۔

۲- سجدہ بر قبور

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ... أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ (متفق علیہ)

ارشاد:- فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ یہود پر لعنت کرے جو اپنے نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں

۳- بدعتی

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

ارشاد:- جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کرے اس پر خدا کی لعنت

۴- نوحہ کرنے والی

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ (ابوداؤد)

ارشاد:- حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

۵- بدن نہ گدواؤ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ (متفق علیہ)

ارشاد:- رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے

(۶) سود کا کل خاندان

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰو وَمُؤْكِلَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهٗ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ (ترمذی)

ارشاد:- حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کے کھانے والے پر کھلانے والے پر اور اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر اور فرمایا یہ سب گناہ میں برابر ہیں

ف پہلے یہ رسم عورتوں کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اب مردوں میں جہاں عورتوں کی بہت سی خصوصیات آگئی ہیں یہ چیز بھی آ گئی ہے ہاتھوں وغیرہ پر نام لکھوانا پھول وغیرہ بنوانا غرضیکہ ہر قسم کی گدائی حرام ہے اور گودنا بھی حرام ہے۔

(۷) عورتوں کی مشابہت نہ کرو

لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری)

ارشاد:- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے۔

حاشیہ

خواہ یہ مشابہت لباس میں ہو خواہ حرکات وسکنات میں خواہ گفتار ورفتار اور کردار میں سب حرام ہے۔

(۸) ہیجڑے نہ بنو

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (بخاری)

ارشاد:- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو ہیجڑے بنیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں لعنت فرمائی ہے

۹- عورتوں کا لباس نہ پہنو

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (ابوداؤد)

ارشاد:- آقا رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لعنت فرماتے ہیں اس مرد پر جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردانہ لباس پہنے

(۱۰) شراب سے کوئی تعلق نہ رکھو

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهَا

ارشاد:- شراب پر شراب پینے والے پلانے والے بیچنے والے بکوانے والے کھینچنے والے کھچوانے والے اور اس کے اٹھانے والے اور جس کے لئے اٹھائی گئی اس پر خدا کی لعنت

(۱۱) رشوت کا لین دین

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ (ابن ماجہ)

ارشاد:- رشوت دینے والے اور لینے والے پر خدا کی لعنت

(۱۲) چوری حرام ہے

لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ (متفق علیہ)

ارشاد:- اللہ چور پر لعنت کرے



ہفت روزہ

ایڈیٹر
مناظرِ اسلام جانِ نظر

فون
۶۷۵۴۵



سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی چندہ
۶ روپے

جلد ۹	۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق یکم مئی ۱۹۶۴ء	شمارہ ۴۹

روس میں اسلام کے احیاء کے لئے درپردہ مہم

روس سے آنے والی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ روس کی وسط ایشیا کی جمہوریتوں میں اسلام کے احیاء کے لئے درپردہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایک سرکاری رسالہ "سائنس اور مذہب" نے لکھا ہے کہ ان جمہوریتوں میں اسلام کو فروغ دینے کی خفیہ کوششیں کی جا رہی ہیں اور مسلمانوں کو از سرِنو مذہبی تعلیم دی جانے لگی ہے روس کی سنٹرل کمیونسٹ پارٹی نے اس صورت حال کو انتہائی سنگین قرار دیا اور ایک اجلاس کا اہتمام کیا جو چار روز تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں مسلسل اس بات پر غور ہوتا رہا کہ ملحدانہ پروپیگنڈہ کو کیسے فروغ دیا جائے اور کیونکر اس صورت حال سے عہدہ برآ ہوا جائے۔ اس اجلاس کی کارروائی منظرِ عام پر نہیں آئی مگر اس قدر معلوم ہو سکا ہے کہ سنٹرل کمیونسٹ پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وسط ایشیاء میں اسلام کے خلاف زبردست مہم چلائی جائے (نافیں)

یہ خبر پڑھ جایئے اور اسلام کی سخت جانی کا اندازہ کیجئے! دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اپنے دائرہ اختیار میں اسلام کو ختم کرنے پر قسم کھائے بیٹھی ہے، مدتوں سے اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے، خلافِ اسلام نظریات و خیالات اور تحریکوں کی سرپرستی زور و شور سے کرتی ہے، اپنے دائرۂ اختیار میں لکھو کھہا مسلمانوں کو زیرِ عتاب لا چکی ہے قوت، دولت اور پروپیگنڈہ سب اسلام کے خلاف صرف کر رہی ہے مگر پھر بھی اسلام کے مقابلہ پر عاجز ہے۔ اسلام تو اس سے کیا ختم ہوگا کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود قادرِ مطلق اور قوی و عزیز خداوند قدوس نے لے رکھا ہے وہ اسلام کے نام لیواؤں کو بھی اپنی مملکت میں ختم نہیں کر سکی — فرزندانِ اسلام اور شمعِ رسالت کے پروانے جہاں کہیں موقع ملتا ہے اور حالات کچھ تھوڑے سے سازگار نظر آتے ہیں سر اٹھا لیتے ہیں اور اپنی دُھن میں مگن ہو کر دینِ حق کی جوت جگا بیٹھتے ہیں پھر ہوتا یہ ہے کہ طاقت اپنے کام میں لگ جاتی ہے اور صداقت اپنے فرض کی انجام دہی میں مشغول ہو جاتی ہے اور دیکھا یہی گیا ہے کہ صداقت طاقت کے مقابلہ پر بالآخر کامیاب ہی ہوتی ہے خواہ وقتی طور پر اسے کسی ظاہری نقصان سے دو چار ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔ اس کی زندہ مثال مذکورہ خبر ہے روس نے کیا کیا جتن اسلام کو مٹانے کے نہیں کئے؟ مگر اللہ کا دین باقی ہے اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت باقی رہے گا۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کو مٹانے کے مدعی، خواہ کسی ملک و قوم اور طبقہ و خیال سے تعلق رکھتے ہوں خود مٹ جائیں گے اور صداقت اسلام کا پرچم فضاؤں میں ابد تک لہراتا رہے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ فرزندانِ اسلام کی زبانوں پر پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں، انہیں اسیرِ طوق و سلاسل کیا جا سکتا ہے، ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا سکتے ہیں، طاقت کے بل بوتے پر ان کی آوازوں کو ایک خاص وقت کے لئے دبایا جا سکتا ہے مگر ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کیا جا سکتا — ان کے دلوں میں جلتی ہوئی آگ دبائی جا سکتی ہے مگر بجھائی نہیں جا سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں.. عشقِ رسولؐ کا جذبہ، اسلام سے والہانہ محبت اور رب العالمین کی ذات پر بھروسہ ایسی لازوال قوتیں ہیں جنہیں دنیا کی کوئی چیز مسخر نہیں کر سکتی، یہی قوتیں مسلمانوں کی ابدی زندگی کا بنیادی پتھر ہیں اور انہی میں فرزندانِ اسلام کے بقا و استحکام کا راز مضمر ہے (ادارہ)

کاغذ کی چور بازاری

ملک میں کاغذ کی ہوشربا گرانی کا تذکرہ کرتے ہوئے سخت صدمہ ہو رہا ہے۔ پاکستان پیپر ملز کی ناقص ترین سپلائی سکیم کے تحت کرنافلی سفید اور کھلنا نیوز پیپر کے نرخ چالیس سے پچاس فیصدی تک بڑھ چکے ہیں۔ تجارتی مبصرین کے خیال میں کاغذ کے نرخوں میں مزید اضافہ کا امکان ہے متقامی پیپر ڈیلرز اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے ضرورت مندوں کو حسبِ خواہش مطلوبہ کاغذ براہِ راست فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں البتہ بالواسطہ بعض نام نہاد دلالوں کی معرفت چور بازاری میں انتہائی رازداری سے مطلوبہ مال مل سکتا ہے جس کا کیش میمو نہیں دیا جاتا — ممکن ہے بعض خود غرض تاجر خوفِ خدا اور قومی محاسبہ کے فقدان کے باعث منہ مانگے دام طلب کرنے پر دیدہ دلیر ہو چکے ہوں۔ لیکن کاغذ کے صارفین کیا کریں۔ ان کی چیخ و پکار، آہ و زاری اور احتجاج بلا وجہ نہیں ہیں — اندازہ فرمایئے کہ مزدوروں، محنت کشوں اور صنعتی کارکنوں کے مشاہرہ اور اجرتوں کے بارے میں ایک ایک دو دو روپیہ کا اضافہ گراں بار اور ناقابلِ برداشت تصور کرنے والی فرموں اور صحافتی اداروں کو ہزاروں روپے ماہوار کا یہ بے جا اسراف کیسے گوارا ہو سکتا ہے۔ مشرقی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے چیئرمین دیگر ذمہ دار حضرات اور متعلقہ حکام سے استدعا ہے کہ کاغذ کی خانہ ساز گرانی اور چور بازاری کے انسداد کے لئے مناسب اقدامات فرمائیں اور چھوٹی مچھلیوں کو بڑی مچھلیوں کا تر نوالہ بننے سے بچائیں۔

عبدالواحد بیگ

خطبہ جمعہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۶۴ء

قومیں کیوں کر بگڑا کرتی ہیں؟

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قولہ تعالیٰ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ (پ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۴)

ترجمہ! پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز ضائع کی اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے مگر جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کئے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

وہ تو اگلوں کا حال تھا۔ یہ پچھلوں کا ہے کہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو گئے نماز جو اہم العبادات ہے اسے ضائع کر دیا بعض تو فرضیت ہی کے منکر ہو گئے بعض نے فرض جانا مگر پڑھی ہی نہیں اور بعض نے پڑھی تو سہی مگر جماعت اور وقت وغیرہ شروط وحقوق کی رعایت نہ کی۔ ان میں سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح کی بدترین سزا میں پھنساتی ہے حتّٰی کہ ان میں سے بعض کو جہنم کی اس وادی میں دھکیلا جائے گا جس کا نام ہی "غیّ" ہے (لیکن یاد رکھو!) توبہ کا دروازہ ایسے مجرموں کے لئے بھی بند نہیں — جو گنہگار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان وعمل صالح کا راستہ اختیار کرے اور اپنا چال چلن درست رکھے بہشت کے دروازے اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں — توبہ کے بعد جو نیک اعمال کرے گا سابق جرائم کی بنا پر اس کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی، نہ کسی قسم کا حق ضائع ہو گا۔ حدیث میں ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا) اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

(ظاہر ہے) جب یہ بندے ان دیکھی چیزوں پر پیغمبروں کے فرمانے سے ایمان لائے اور بن دیکھے خدا کی عبادت کی تو اللہ نے ان سے جنت کی ان دیکھی نعمتوں کا وعدہ فرما لیا جو ضرور بالضرور پورا ہو کر رہے گا کیونکہ خدا کے وعدے بالکل حتمی اور اٹل ہوتے ہیں

بزرگانِ محترم!

آیات بالا سورۂ مریم کے تیسرے رکوع میں ہیں۔ قرآن عزیز سے شغف رکھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں کہ سورۂ مریم کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں بعض انبیاء علیہم السلام کی خصوصیاتِ مختصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس مقام پر حق تعالیٰ شانہٗ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے یا حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے یا حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل میں سے چند لوگ ہیں جن کو ہم نے نبی بنا کر دنیا میں بھیجا اور اپنی عنایاتِ وافرہ سے نوازا۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب اللہ کا حکم پڑھا جاتا وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے مگر جب ان لوگوں کا وقت گزر گیا تو ان کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے جن کے دلوں میں بجائے خشیتِ الٰہی کے نفسانی خواہشات کا زور تھا۔ پس جہاں ان کے پیشروؤں کو آخرت کے بلندترین درجے عطا کئے جائیں گے ان کو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا — مگر وہ لوگ جنہوں نے دورِ الحاد وبے دینی میں بھی انبیاء کرام کے اسوہ کو نہ چھوڑا ان کو دائمی جنت کی نعمتیں عطا ہوں گی

بگڑی ہوئی امتوں کی دو نشانیاں

قرآن حکیم نے بگڑی ہوئی امتوں کے متعلق دو باتیں کہی ہیں۔ (۱) انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا (۲) خواہشات نفسانی کی پیروی کی۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب امتیں نماز کو ضائع کر دیتی ہیں تو پھر ان میں خواہشاتِ نفس کی پیروی کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے

نماز جامع العبادات اور اہم العبادات ہے۔ اس فریضہ کو ادا کرنے سے ایمان میں مضبوطی اور طاعات میں رغبت اور پختگی پیدا ہوتی ہے۔ انسان کا اللہ تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے ماسوی اللہ سے تعلقات منقطع ہوتے ہیں۔ قربِ حق، مشاہدۂ حق اور اللہ سے مکالمے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ بندے کا اپنے معبود سے تعلق بڑھتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کی راہیں کھلتی ہیں، ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات ومسائل میں احکامِ خداوندی کی پیروی کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے۔ نتیجۃً نماز ہی کی بدولت اسلامی کردار کی تشکیل ہوتی ہے اور نماز ہی کی صحیح پابندی انسان کو مومن اور مسلم بنا دیتی ہے۔ اور جب لوگ نماز کو ضائع کر دیں یعنی اس کی صحیح روح کھو دیں، اس کے مقصد کو سامنے نہ رکھیں، اس کو ایک رسمی وبے جان عبادت سمجھ لیں اور پورے طور پر نمازی نہ رہیں تو وہ ایمان اور عمل صالح کی روح سے محروم ہو جاتے ہیں اور بجائے حق پرستی کے نفس پرستی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ رب کی بندگی رخصت ہو جاتی ہے اور نفس کی بندگی اس کی جگہ لے لیتی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی بندگی اور نفس کی پیروی یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

محترم حضرات!

یہی وجہ ہے کہ جب لوگوں میں دین ومذہب اور ایمان وعمل کی صحیح روح نہیں رہتی تو وہ خواہشات کی پیروی شروع کر دیتے ہیں اور چونکہ وہ رسمی وسطحی اور نسلی طور پر دین ومذہب کے بھی نام لیوا ہوتے ہیں۔ اس لئے اپنے اغراض ومفاد کے لئے جو طریقہ بھی اختیار کرتے ہیں اس کو تاویلاتِ باطلہ کے ذریعہ مذہبی رنگ اور اسلامی طریقہ قرار دے لیتے ہیں۔ پھر وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں دین ومذہب کے نام پر کرتے ہیں اور درحقیقت اسے دین ومذہب کی روح سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے

اسلام سے بغاوت و انحراف کی راہ نکلتی ہے اور دین کے باغی بظاہر یہی خیال کئے رہتے ہیں کہ ہم احکام الٰہی کی تعمیل کر رہے ہیں ان کا نقشہ یہ ہوتا ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

دین کے نام پر بے دینی

ایسے بگڑے ہوئے نام نہاد دینداروں یا دین کا نام لینے والوں کو سرے سے اس بات کی تمیز ہی نہیں ہوتی کہ دین کی اصل کیا ہے؟ دین کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے نفاذ کا مقصد کیا ہے؟ وہ غلط طور پر چند عقائد و عبادات کا نام دین رکھ لیتے ہیں اور اس کی روح اس سے غائب کر دیتے ہیں۔ توحید و رسالت کا نام لیتے ہیں مگر ان کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر اس کے احکام و فرامین کی پیروی سے جی چراتے اور خود ساختہ قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق بنتے ہیں مگر ان کی لائی ہوئی تعلیم و ہدایت سے کوئی عملی سروکار نہیں رکھتے بعض عبادات بھی بجا لاتے ہیں مگر رسمی طور پر، کتاب خداوندی سے ثابت شدہ عقائد سے جاہل ہوتے ہیں لیکن اپنے گھڑے ہوئے عقائد پر لڑنے مرنے کو تیار رہتے ہیں، یادِ الٰہی سے غفلت برتتے ہیں اور دین میں لہو و لعب کی گنجائشیں تلاش کرنے کی فکر میں گھلتے جاتے ہیں۔ چنانچہ سنت کی جگہ بدعت کا رواج ہو جاتا ہے، بے عملی و سہولت پسندی طرۂ امتیاز بن جاتی ہے، دین کے نام پر بے دینی رواج پانے لگتی ہے اور خود ساختہ افکار و اعمال کو عین دینِ اسلام سمجھ لیا جاتا ہے لوگوں کی طبیعتوں میں خود رائی، خود پسندی، نفسانیت اور تعصب کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اہلِ علم دین کی جزئی و فروعی باتوں میں اصلِ دین کو گم کر دیتے ہیں، اپنی اور عوام کی حاجت و ضرورت اور خواہش کے مطابق دین میں تحریف و تبدیل شروع کر دیتے ہیں کتاب اللہ کے لفظوں اور معنوں کو اپنی سمجھ اور غرض کے مطابق بنا لیتے ہیں —— اس طرح قوموں کے فکر و عمل میں بگاڑ شروع ہو جاتا ہے اور بالآخر ان کی تباہی و بربادی پر منتج ہوتا ہے

برادرانِ اسلام

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک دنیا میں جس قدر بھی نبی آئے سب کے سب ایک ہی دین کے داعی تھے۔ سب کا طریق فکر و عمل، ایک تھا سب کا مقصد بندوں کو اپنے اللہ کے حضور جھکانا اور اس کا فرمانبردار بنانا تھا سب کی دعوت و پکار یہی تھی کہ اے انسانو! اللہ سے ڈرو۔ اسی کی بندگی کرو۔ اسی کی ہدایت پر چلو۔ تقویٰ و پرہیزگاری کو شعار بناؤ اپنی مرضی کو مالک کی مرضی پر قربان کر دو —— اس دعوت کے بعد وہ انسانوں کے سامنے اللہ کی شریعتیں رکھتے اور ان کو جاری و قائم کرتے تھے جب تک یہ شریعتیں اپنے اصلی رنگ میں رہیں۔ ان کے ماننے والے ٹھیک ٹھیک ان کے احکام کی پیروی کرتے رہے۔ مقصود خداوندی پورا ہوتا رہا مومن ہر طرح کامیاب و سرخرو رہے اور دنیا میں توحید اور عدل و انصاف قائم رہا لیکن جب دین میں تحریف نے راہ پائی اور دین کے نام نہاد کے علمبرداروں نے حق و صواب کی راہ سے ہٹنا شروع کیا تو وہ رو بہ تنزل ہو گئے اور بالآخر تباہ و برباد ہو کر رہے۔

گمراہی کے اسباب

جب اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کے ذریعے دین حق جاری کیا اور لوگوں کو اس کا تابع بنایا تو اس کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ انسانوں کا ایک سعید الفطرت طبقہ براہ راست اپنے نبی سے تعلیم پاتا اور تزکیہ و تربیت حاصل کرتا تھا۔ اس خوش نصیب طبقہ کے افراد اپنے نبی کے فیضانِ صحبت اور تربیت کی برکت سے پورے طور پر دین کی روح کو سمجھ لیتے اس کے مطالبات و مقاصد سے اچھی طرح واقف ہو جاتے، ان کو دل و جان سے پورا کرتے، تمام احکام و مسائل کو اپنے دل میں جگہ دیتے، ان پر پوری صدق دلی سے عمل کرتے اور اشاعت دین میں سرگرم کار ہو جاتے تھے۔ یہ برگزیدہ، پاکیزہ اور مزکی انسان نورِ نبوت کی برکت سے ظاہری و باطنی برائیوں سے پاک و صاف اور محفوظ ہو جاتے تھے چنانچہ یہ مقدس گروہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ٹھیک ٹھیک اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتا اور اپنے اخلاق و کردار اور سیرت سے وہ امانت جو نبوت سے حاصل کی تھی دوسروں تک منتقل کر دیتا تھا۔ یہ گروہ امتوں میں سب سے برگزیدہ گروہ ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس پاکیزہ و مزکی گروہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پیارے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فلکِ نیلگوں کے نیچے روئے زمین پر انبیاء کے بعد ان نفوس قدسیہ سے برتر اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔

دوسرا طبقہ

اس طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اپنے نبی کا زمانہ نہیں پایا بلکہ نبی کے صحبت یافتہ لوگوں سے دین کی تعلیم پائی۔ یہ طبقہ دین میں اتنا کامل اور مضبوط نہیں ہوتا تھا جتنا طبقۂ اول کے لوگ کامل اور مضبوط ہوتے تھے تاہم اس طبقہ کے تمام لوگ قریب قریب راہِ حق پر قائم رہتے اور آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ بن جاتے۔ اس کے بعد تیسرا طبقہ آتا۔ پہلے دونوں طبقوں کی کوششوں سے دین حق دور دور پھیل جاتا اور نئی نئی قومیں اور نسلیں دین میں داخل ہو جاتیں۔ دین کے ماننے والوں کا حلقہ وسیع ہو جاتا اور نتیجتاً بڑے بڑے اور ممتاز انسان تو اعلیٰ نمونہ کے اور صالح ہوتے مگر دین میں داخل ہونے والے نئے افراد کا تزکیۂ نفس نہ ہو سکتا اور وہ پورے طور پر اسلامی سیرت و کردار کے مالک نہ بن سکتے۔ اس طرح لوگ بڑھتے جاتے، امت کی کثرت ہو جاتی اور ان میں سے اکثر لوگ نااہل اور ناتربیت یافتہ رہ جاتے جس کی وجہ سے آگے چل کر دین میں رخنے پڑنے لگتے اور اتفاق و مرکزیت میں خلل آ جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ

یعنی بہتر زمانہ نبی کا، اس کے بعد صحابہؓ کا اور اس کے بعد تابعین کا اور اس کے بعد تبع تابعین کا ہوتا ہے کیونکہ امت کے زیادہ سے زیادہ افراد ان زمانوں میں اسلامی سیرت و کردار کے مالک اور ایمانی اوصاف و کمالات کے حامل ہوتے ہیں ان کے بعد جو زمانہ آتا ہے وہ فتنوں، خرابیوں، گمراہیوں اور غلط کو لئے ہوئے ہوتا ہے — جتنا زیادہ دین کا فہم و عمل کمزور ہو جاتا ہے اتنا ہی زیادہ خرابیاں اور گمراہیاں آ جاتی ہیں۔ چنانچہ فساد و بگاڑ کے زمانے میں لوگ دین کو براہِ راست کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، خلافت راشدہ اور اسلاف کے آئینہ میں نہیں دیکھتے اور اسے شوق و ذوق اور سعی بلیغ سے حاصل نہیں کرتے بلکہ صرف باپ دادا کا دین سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اور اس لئے ان کے دل ایمان و معرفت کی روشنی سے خالی رہتے ہیں اور ان کے بازو... ید الٰہی قوت سے محروم ہو جاتے ہیں ——

ہمارا زمانہ

بزرگانِ محترم! ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا زمانہ بھی فساد و بگاڑ کا زمانہ ہے اسلامی روحانی قدریں روز بروز پامال ہو رہی ہیں۔ وہ دین جو خدا کا آخری نبی اور ہمارا آقا و مولا لے کر آیا تھا حوادثِ روزگار کا شکار ہے۔ مسلمانی درکتاب و مسلمانان درگور کا منظر سامنے ہے اور دین کے نام پر بے دینی کو رواج دیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اسلاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگیوں کو مشعل راہ بنائیں اور علمِ نبوت کے ساتھ ساتھ نورِ نبوت سے اپنے سینوں کو منور کریں۔

علمِ نبوت اور نورِ نبوت

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ مدارس کے طلباء اس زمانہ میں عملی کوتاہیوں میں کیونکر گرفتار ہیں؟۔ کیا وجہ ہے کہ وہ عالم تو ہو جاتے ہیں مگر باعمل نہیں ہوتے؟۔

سید صاحبؒ نے نہایت عمدہ جواب دیا۔ فرمایا دین مجموعہ ہے دو جزء کا ایک علم نبوت اور دوسرے نور نبوت — چونکہ طلباء صرف علمِ نبوت تو حاصل کرتے ہیں اور اللہ والوں سے نورِ نبوت حاصل نہیں کرتے اس لئے علم پر قوتِ عملیہ سے محروم رہتے ہیں

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے: —
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ٥

اے لوگو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین نازل ہوئی ہے

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے — چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کتاب کی بھی تعلیم حاصل کی یعنی علمِ نبوت بھی حاصل کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ سے انوارِ نبوت کو بھی اپنے سینوں میں سمویا — علم نبوت تو کتابوں میں منتقل ہو سکتا ہے اس کے نقوش صفحاتِ قرطاس پر لئے جا سکتے ہیں مگر انوارِ نبوت کا محل کاغذ نہیں بن سکتا — نورِ نبوت کا محل تو مومنین کا قلب ہی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ علومِ نبوت کتابوں میں منتقل ہوتے آ رہے ہیں اور انوارِ نبوت پہلے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلوب میں منتقل ہوئے اور وہاں سے سینہ بہ سینہ مومنین قانتین اور اہل اللہ میں منتقل ہوتے آ رہے ہیں۔ اہل اللہ کے سلاسل اسی حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن لوگوں کا مجھ سے بیعت کا تعلق ہے وہ قیامت کے دن مجھے تلاش کریں گے میں اپنے شیوخ کو تلاش کروں گا اور وہ اپنے شیوخ کو ڈھونڈیں گے حتیٰ کہ یہ سلسلہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچے گا اور ہم سب انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے — خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ؎

جو آگ کی کیفیت وہ عشق کی کیفیت!
اک خانہ بخانہ ہے اک سینہ بسینہ ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے کتاب و سنت کا عامل بنائے اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں جگہ دے اور اس فساد و بگاڑ کے زمانے میں ہمارے ایمانوں کو محفوظ رکھے (آمین)

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دامادِ رسولؐ دوسرا ذی النورین
وہ صاحب عزت وحیا ذی النورینؓ
میں نے کہا زینت فردوس ہے کون؟
ہاتف سے فلک نے دی یہ صدا ذی النورین

(اشرف زیدی)

کلویا چک $\frac{279}{ج ب}$ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں
جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی آمد

مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۴ء بروز پیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی آمد پر کلویا چک میں ایک تبلیغی اجلاس ہوگا مندرجہ ذیل علماء اجلاس سے خطاب فرمائیں گے

(۱) مولانا محمد احمد صاحب مبلغ مجلس ختم نبوت (۲) مولانا محمد عمر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ (۳) مولانا محمود جاوید حسن ترمذی نعت خواں، مظہر حبیب، عبد الحمید

اجلاس بعد از نماز ظہر شروع ہوگا۔ بعد از نماز مغرب مجلس ذکر ہوگی اور عشاء کے بعد دوسرا اجلاس ہوگا

(المشتہران)

ماسٹر نور حسین صاحب و سید حامد بلال حسن ترمذی

صحبتِ اولیاءؒ عبادت ہے

اسد منہاس سے دھاریوال

یاد میں یوں تری لطافت ہے
جس طرح پھول میں صباحت ہے
جس عبادت میں ہو ریا شامل
درحقیقت وہ اک ندامت ہے
فکر ہستی سے فکر عقبیٰ تک
چند سانسوں کی بس مسافت ہے
حرص زر سے سکون نہیں ملتا
شیخ التفسیرؒ سے روایت ہے
عاصیوں پہ بھی تیری نظر کرم
اللہ اللہ تیری عنایت ہے
پیر رومی کا قول برحق ہے
صحبت اولیاء عبادت ہے
حوض کوثر تلک ہم آ پہنچے!
مجلسِ ذکر کی کرامت ہے
روز محشر میں ہوگی جس سے نجات
کملی والےؐ تیری شفاعت ہے
خرقہ پوشوں سے یہ سنا ہے اسد
بندگی میں بھی اک سعادت ہے

رزق میں برکت

از قلم
محمد عثمان غنی
بی اے
واہ کینٹ

ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کے پاس دنیا کی ہر نعمت ہے کافی بینک بیلنس (Bank balance) ہے۔ نوکر چاکر ہیں مگر پھر بھی اطمینان حاصل نہیں اور دوسری طرف ایک کمتر پوشش فقیر روکھی سوکھی کھا کر آرام کی نیند سوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موجودہ دور میں بھی ایک ملک کا بادشاہ ہر وقت اپنی جان کی فکر میں رہتا ہے کسی پہر اس کو اعتماد نہیں ہوتا رات کی نیند بھی حرام اور دن کا آرام بھی مفقود۔ کسی کو اس کے سونے کا مقام معلوم نہیں۔ نہ جانے گا کہیں اور سوئے گا کہیں کئی تہ خانوں میں جاکر سوئے گا اور اٹھے گا کسی اور جگہ سے، ہر لحظہ یہی فکر کہ شاید کوئی تخت و تاج نہ چھین لے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ ایک رات موسم سرما میں باہر گھومنے نکلا تو ایک بھٹی کی نیم گرم راکھ میں ایک غریب سو رہا تھا اس سے بادشاہ نے پوچھا کیسے گزر رہی ہے۔ وہ بولا ہم کو نہ تاج کی فکر ہے نہ تخت کا غم مزے سے اس نیم گرم راکھ میں پڑے نیند میں محو ہیں مگر بادشاہوں کو ہر لمحہ اپنے تاجوں اور تختوں کے کانٹے چبھتے رہتے ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریروں میں اکثر ایک واقعہ سنایا کرتے تھے جو انہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا:۔ ایک لڑکی میرے پاس آئی جس کے نانے کا میرے ساتھ بیعت کا تعلق تھا اس لڑکی نے کہا کہ میرا خاوند دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتا ہے مگر گزارہ نہیں ہوتا۔ تو میں نے جواب دیا۔ بیٹی! رزق میں برکت ڈالنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میں اور میری اولاد دنیوی اعتبار سے کوئی کام نہیں کرتے۔ تمام دن فقط اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا دین پڑھتے اور پڑھاتے ہیں حالانکہ ہمارے بھی بیوی، لڑکے، بہوئیں پوتے اور پوتیاں سبھی کچھ ہیں ـــ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گزارہ نہایت اچھا چل رہا ہے اور کوئی شکایت نہیں۔ آج تک ایک پیسہ تک کبھی کسی سے نہیں مانگا۔ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو تھوڑا رزق بھی بہت بن جایا کرتا ہے۔ اگر برکت نہ ہو تو رزق کی بہتات ہوتے ہوئے بھی "ہائے ہائے" نہیں جاتی اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل سچ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو تھوڑا رزق بھی بہت بن جایا کرتا ہے اس کی تائید میں مندرجہ ذیل معجزات اور کرامات لکھتا ہوں تاکہ یہ بات اچھی طرح صاف ہو جائے۔

(۱) حضرت ابو عبیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی۔ چونکہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اس لئے میں نے ایک بونگ پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طلب فرمائی میں نے دوسری پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی بونگیں ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیگچی سے بونگیں نکلتی رہتیں۔

(۲) حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکرؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا کہ جو آدمیوں کو کافی ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے تیس آدمیوں کو بلا لاؤ وہ بلا کر لے آئے اور ان کے کھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ساٹھ آدمیوں کو بلا لاؤ اور ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا۔ غرض ایک سو اسی نفر کو یہ کھانا کافی ہو گیا۔

(۳) حضرت سمرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لے کر رات تک مجمع آتا رہا اور اس میں سے کھاتا رہا

(۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس دانوں سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کچھ کھانے کو ہے، انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُسی تھیلی میں سے تھوڑی سی نکالیں اور ان کو پھیلایا اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر بلاتے رہو اور کھلاتے رہو اس طرح پورے لشکر کو کافی ہو گئیں اور جو بچیں وہ حضرت ابوہریرہؓ کو واپس کر دی گئیں اور اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے نکال کر کھاتے رہنا اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا چنانچہ یہ اس میں سے نکال نکال کر کھاتے رہتے تھے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرات شیخین (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانۂ خلافت میں حضرت عثمان رضؓ کے زمانۂ خلافت میں نکال کر کھائیں اور متفرق اوقات میں اس میں سے نکال کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہو گی لیکن حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ تھیلی کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور مجھ سے جاتی رہی۔

(۵) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا حتیٰ کہ تمام مکان اور اہلِ صُفّہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پُر ہو گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور کھاتے رہیں۔ جب سب شکم سیر ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدار میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا اس وقت زیادہ پُر تھا۔

(۶) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر محسوس کیا۔ گھر میں جاکر پوچھا کہ کچھ کھانے کو بھی ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ ہے اور تھیلی میں تھوڑے سے جَو ہیں۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور بیوی نے جَو پیس کر آٹا گوندھا۔ گوشت دیگچی میں پکنے کے لئے رکھ کر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھانا موجود ہے آپؐ اور چند رفقاء آپؐ کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرما دیا کہ جابرؓ کے یہاں دعوت

ہے سب چلیں اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں دیگچی کو چولھے سے نہ اُتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو آٹے اور دیگچی پر دم کیا جس کی وجہ سے اس قدر برکت ہوئی کہ اس دیگچی میں سے برابر سالن نکلتا رہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں۔ خدا کی قسم ایک ہزار آدمی کھا کر چلے گئے اور دیگچی میں سالن جوش مارتا رہا اور اور اس آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں۔

(۷) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔ فرمایا:- میں کہتا ہوں اولیائے کرام کی کرامتیں اب بھی ظاہر ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ میں بھی کرامتوں کا قائل ہوں۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیز رح سکنہ تھریچانی ضلع سکھر تھے ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت امروٹی رح ان کے ہاں تشریف لائے انہوں نے صرف پندرہ بیس آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا لیکن جب کھانے کا وقت آیا تو بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت امروٹی رح کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا عبدالعزیز روٹیوں اور سالن پر کپڑا ڈال کر کھلانا شروع کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جتنے لوگ موجود تھے سب کھا گئے۔

(۸) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے الفاظ ہیں۔ فرمایا:- "نہ رزق کی کثرت اطمینان بخش ثابت ہو سکتی ہے اور نہ رزق کی قلت کسی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔ میرے پیر و حضرت رح کے ہاں ایک دیگ صبح اور ایک دیگ شام کو پکتی تھی اور اللہ کے نام پر تقسیم ہو جاتی تھیں حالانکہ یاد الٰہی کے بغیر اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ اللہ ہی وہ رزق بھجواتا تھا اور اللہ ہی کے نام پر خرچ کر دیا جاتا تھا۔

(۹) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے۔ فرمایا:- اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ آکر میرے پاس بیٹھو۔ کوئی کام نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو پھر تمہیں تین چار فاقے ضرور آئیں گے اور اللہ تعالیٰ آزمائے گا کہ میرا بندہ کیسا ہے۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر اللہ تعالیٰ تم کو یہاں رزق بھیجے گا اور لوگ دیگیں پکا کر یہاں لائیں گے کہ اصحاب کہف پیدا ہو گئے ہیں کوئی کام نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں۔ میں تم کو سونے نہیں دوں گا۔ رات کو جگاؤں گا اور ذکر الٰہی کراؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کراؤں گا پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ رزق کہاں سے دیتا ہے

(۱۰) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ میرا بیٹا ابو کا حبیب اللہ تیرہ سال ہو گئے (اب ۱۸ سال ہو چکے ہیں۔ مرتب) مسجد نبوی میں درس قرآن و حدیث دیتا ہے لیکن ایک پیسہ تک نہیں لیتا۔ میری طرح وہ بھی متوکل علی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے کے لئے کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں لیتا۔ حکومت سعودی عرب اس کو تنخواہ کی پیشکش کرتی ہے لیکن وہ بالکل نہیں لیتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو رزق دیتا ہے۔ بات یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ رزق کا ذمہ خدا پر ہے اور عبادت کا ذمہ تم پر، تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو بہت زیادہ رزق دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بہانے نہ بناؤ۔ دیانت داری سے کام کرو۔ نماز باجماعت ادا کرو اور ذکر الٰہی کثرت سے کرو پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے

(۱۱) مولانا الحاج احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہروی راوی ہیں کہ وہ حضرت درخواستی مدظلہ العالی کے درس حدیث اور دورۂ تفسیر میں شرکت کے لئے خانپور گئے۔ وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو آج کل زندہ ہیں اور رحیم یار خاں میں کسی بڑے عہدے پر فائز ہیں ان کا گھر خانپور ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب تھا۔ ان صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ خانپور تشریف لائے اور سٹیشن سے سیدھے دین پور شریف روانہ ہو گئے۔ حضرت کے قیام کا انتظام خانپور انہی صاحب کے ہاں تھا۔ دین پور شریف سے جب آپ واپس آئے تو فقرا کی ایک کثیر جماعت ساتھ آ گئی۔ گھر میں چند ہی آدمیوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ میزبان کا کہنا ہے کہ میں پریشان ہو کر کبھی اندر جاتا کبھی باہر۔ حضرت نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ کھانا کم ہے؟ میں جھینپ سا گیا۔ حضرت رح نے فرمایا فکر نہ کرو جس دیگچی میں کھانا ہے وہ یہیں اٹھا لاؤ۔ میں اندر گیا اور چولھے پر سے دیگچی اٹھانے لگا تو میری بیوی نے کہا ٹھہرو یہ کالی دیگچی تو اندر نہ لے جاؤ۔ مگر میں نے کہا حضرت کا حکم ہے اور جب اندر سے گیا تو حضرت رح نے اپنی چادر مبارک عطا فرمائی کہ اس سے ہنڈیا کو ڈھانک، لو اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا نکالتے جاؤ، خدا کی قدرت کہ سارا مجمع کھانا کھا کر سیر ہو گیا اور کھانا پھر بھی بچ گیا خدا نے میری لاج رکھ لی اور پیر کامل کی کرامت بھی ظاہر فرما دی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً ـــــ

زعمائے جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کی سرگرمیاں

۲۹ مارچ ۱۹۶۷ء کو حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چک ۲۱۷ میں تشریف لائے نماز مغرب ادا فرمائی اور مدرسہ و حاضرین کو دعا و نصائح سے سرفراز فرمایا ـــ یکم اپریل ۱۹۶۷ء کو چک نمبر ۲۱۷ ٹی ڈی اے تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ میں جمعیۃ علماء اسلام کا جلسہ عام ہوا جس میں جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور مولانا محمد علی صاحب میاں علی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی نے تقاریر فرمائیں

۱۲ اپریل ۱۹۶۷ء چک کے سرکردہ باشندوں کا ایک اجلاس حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہم کی صدارت میں ہوا جناب سرور دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ناموں کی مناسبت سے چک کا نام بالاتفاق احمد نگر تجویز ہوا (۲) جمعیۃ کا جدید انتخاب ہوا اور آئندہ کے لئے ہفتہ وار اجتماعات باقاعدگی سے کرنے کا فیصلہ ہوا (۳) مدرسہ خدام الاسلام کا مستقل مہتمم جناب میاں محمد الحق صاحب کو بالاتفاق مقرر کیا گیا حضرت مدظلہ کے کمرہ میں تھوڑی دیر تشریف فرما ہوئے دعا فرمائی اور بعد ازاں مدرسہ کے کاغذات ملاحظہ فرمائے اور مدرسہ کی کتاب المعائنہ میں مندرجہ ذیل سطور اپنے دست مبارک سے درج فرمائیں۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مدرسہ عربیہ خدام الاسلام بستی احمد نگر (چک نمبر ۲۱۷) ٹی ڈی اے میں حاضری کا شرف حاصل ہوا بفضلہ تعالیٰ یہ مدرسہ ابھی ابتدائی حالت میں گزشتہ دو برس سے قائم ہوا ہے لیکن بحمداللہ تعالیٰ یہاں قرآن حفظ و ناظرہ اور ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم اچھے طریق سے ہو رہی ہے فی الحال ایک مدرس اور حافظ قرآن کام کر رہے ہیں طلبہ میں مسافر اور مقامی دونوں ہی ہیں ایسے دور دراز پسماندہ علاقہ اور اتنی سی آبادی میں یہ دینی مکتب بسا غنیمت ہے مسجد و مدرسہ پوری آبادی کی طرح ابھی خام اور خود ساختہ ہے ـــ ہر دو کے اخراجات بستی والے خود ہی پورے کرتے ہیں یہ بڑی ہمت کی بات ہے اللہ تعالیٰ ان کے عزائم میں برکت عطا فرمائیں اور ان کی محنت کو شرف قبول سے نوازیں

خدا کرے یہ مدرسہ آگے چل کر پورا دارالعلوم بنے اور پورے علاقے کی سیرابی و شادابی کا باعث ہو اللّٰھم زد فزد وبارک۔ نیز دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس خدمت دینی کو معاونین و اراکین کی نجات کا ذریعہ بنائیں آمین یا رب العالمین دراقم آثم احقر عبیداللہ انور]بشر احمد سالار جمعیۃ علماء اسلام احمد نگر تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ

نماز افضل العبادات ہے

میاں غلام حسین صاحب قلعہ گوجر سنگھ لاہور

نماز افضل العبادات ہے اور اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور ایمان کے بعد مسلمان کی عملی زندگی کا سنگ بنیاد ہے نماز روح کی غذا تمام دکھوں کا علاج ہر درد کی دوا اور ہر زخم کا مرہم ہے۔ نماز سے زیادہ اور کوئی جامع مکمل اور مؤثر عبادت نہیں ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ میں جس قدر سخت تاکید اس کے لئے آئی ہے اور کسی عبادت کے متعلق نہیں آئی۔ یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی وہ کافر ہو گیا نماز مخلوق کا اپنے دل سے، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار ہے۔ اس رحمٰن ورحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار ہے یہ ہمارے دل کی ساخت کا فطرانہ ہے۔ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گواہ ہے اور وابستگی کا شیرازہ۔ نماز ہماری زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا جس نے اسے ترک کر دیا اس نے دین اسلام کو ترک کر دیا یعنی دین کے ستون کو گرا دیا۔ نماز تمام عبادات کی میزان الکل ہے اور ایسی پسندیدہ عبادت ہے کہ جس سے کسی بھی نبی کی شریعت خالی نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ سب کی امتوں پر نماز فرض تھی لیکن اس کی کیفیت اور تعداد رکعت میں فرق ہوتا رہا۔ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت الٰہی ہے اور نماز تمام عبادات سے افضل ہے قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے اس کے متعلق پرسش ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ دن کو پانچ بار اس میں نہائے تو کیا اس کے بدن پر میل و غلاظت باقی رہ جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی مثال اس شخص کی ہے جو دن میں پانچ بار نماز پڑھے اس کے گناہوں کی میل دن میں پانچ دفعہ دھل جاتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور بندہ کا کام ہے بندگی۔ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل نہ کر سرکشی انکار اور بغاوت۔ مالک کے حکم کی تعمیل نہ کرنے والے کو باغی کہا جاتا ہے اور مالک اس سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ ایسا انسان اپنے آقا کی خوشنودی سے مایوس اور اس کے انعامات سے محروم رہتا ہے۔

امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ میں جنت لے لوں یا دو رکعت نماز پڑھ لوں تو یقیناً اس نماز کو اختیار کروں گا کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور جنت میں میرے نفس کی اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نفس کی خوشنودی سے افضل ہے۔

نماز کے ضروری امور

نماز کی اصل تین چیزیں ہیں۔

(۱) اپنے قلب میں خضوع وخشوع پیدا کرنا

(۲) زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

(۳) جسم وجوارح سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعظیم کرنا۔

نماز میں اصل مقصود خدا کے سامنے خضوع قلب اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور خوف و رجاء کے ساتھ اس کی طرف توجہ ہے۔ خدا کی عبادت اور پرستش کے وقت جسم وجان سے باہر کسی چیز کی ضرورت نہیں نہ سورج نکلنے کی نہ اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ آگ جلانے کی ضرورت نہ دریا میں پانی اٹھانے کی ضرورت۔ ان تمام رسوم سے اسلام کی عبادت پاک اور آزاد ہے اسی کے لئے صرف ایک پاک ستر پوش لباس۔ پاک جسم اور پاک دل کی ضرورت ہے اگر جسم ولباس کی پاکی سے کبھی کبھی مجبوری ہو جائے تو یہ بھی معاف ہے۔ باقی رہی جائے عبادت تو مسلمان کے لئے زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ اسلام میں عبادت کے لئے خدا اور بندہ کے درمیان کسی خاندان یا کسی خاص شخص کی وساطت اور درمیانگی کی حاجت نہیں نہ برہمن نہ پادری اور پجاری کی ضرورت بندہ خود اپنے خدا سے مخاطب ہوتا ہے اور عرض حال کرتا ہے

انسان کے قلبی افعال و اعمال کے مظاہر اس کے جسمانی اعضاء ہیں۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ارادہ و نیت اور اس کے دلی جذبات اور احساسات کے متعلق اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان سے ان کے مطابق کوئی عمل یا حرکت ظاہر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے انسان کے اندر کی ہر چیز اسی طرح اس کے سامنے ہے جس طرح باہر کی اس لئے اللہ تعالیٰ کو اس کے ظاہری اعمال کی ضرورت نہیں مگر بندہ کو ضرورت ہے تاکہ وہ ظاہری اور باطنی دونوں حیثیتوں سے عرض والتجا اور تذلل و عاجزی کی تصویر بن جائے اور روح وجسم دونوں اس ارحم الراحمین کے سامنے سجدہ نماز ادا کریں

عاجزی کا اظہار اور جسمانی تعظیم تین طرح پر ہوتی ہے

(۱) اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام

(۲) رکوع

(۳) سجدہ

بہترین تعظیم وہ ہے جو ان تینوں حالتوں پر مشتمل ہو اور خضوع و عاجزی کے لئے نفس کو مناسب تنبیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ادنیٰ حالت کی طرف سے اعلیٰ کی طرف بتدریج انتقال کیا جائے پہلے قیام پھر رکوع پھر سجدہ۔ خالق حقیقی کے سامنے خضوع قلب اور اس کی تعظیم ایک مخفی امر ہے اس لئے اس کے لئے کسی ایسے اصول اور ضابطے کی ضرورت ہے جس سے اس مخفی امر کا پتہ لگ سکے اس کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا کہ جس وقت انسان نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے وضو کرے پھر روبقبلہ کھڑا ہو جائے اور زبان سے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور پھر قرأت کے بعد رکوع کرے پھر سجدہ۔ سجدہ ایک بہت بڑی تعظیم ہے اور نہ صرف تعظیم بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اصل مقصود ہی سجدہ ہے اور باقی تمام امور قیام اور رکوع وغیرہ اس کے لئے واسطہ اور ذریعہ ہیں اس لئے ضروری ہے کہ سجدہ کو کماحقہٗ اس کے درجے اور مرتبہ کے مناسب ادا کیا جائے اور اس کے درجہ

کو صحیح طور پر ملحوظ رکھنے کی صورت یہ ہے کہ سجدہ دو مرتبہ کیا جائے۔ سجدہ کی بہترین صورت سات اعضاء پر ہے۔ دو ہاتھ دو پاؤں دونوں گھٹنے اور چہرہ۔ اس کے علاوہ سجدہ کی ساری حالتیں خلاف تعظیم ہیں۔

قیام کی مختلف صورتیں ہیں کوئی سر جھکا کر کھڑا ہوتا ہے کوئی جسم جھکا کر اس لئے جھکنا جو شارع علیہ السلام کو مقصود ہے اسکو قیام سے ممیز اور ممتاز کر دیا۔ رکوع اس جھکنے کو کہتے ہیں جس میں ہاتھوں کی انگلیاں دونوں گھٹنوں تک پہنچ جائیں رکوع اور سجدہ اسی وقت تعظیم سمجھا جاتا ہے کہ نمازی اس حالت اور ہیئت پر کچھ عرصہ ٹھہرا رہے اور اپنے پروردگار کے سامنے جھکا رہے اور نمازی کا قلب اس حرمت و تعظیم کو محسوس کرنے لگے اس لئے شارع علیہ السلام نے اس توقف و اطمینان کو نماز کا لازمی رکن قرار دیا قومہ اور جلسہ بغیر اطمینان کے ایک کھیل ہے اور شان عبادت کے خلاف۔ لیکن اکثر نمازیوں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں بندہ کے قلب کو ایسا یقین اور اطمینان نصیب ہو جائے جیسا کہ کسی حقیقت کے مشاہدہ سے ہوتا ہے جس کے بعد اس کے برخلاف کسی وہم اور وسوسہ کی گنجائش نہیں رہتی پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبدیت کا وہ رابطہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت سے معمور رہتا ہے۔

نماز کے لئے وضو کی ضرورت

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔

(سورۃ المائدہ آیت ع ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کے لئے تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو جاؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے کسی غیر مرئی طاقت کے آگے سرنگوں ہونا اس کے حضور میں دعا اور فریاد کرنا اور اس سے مشکلوں میں تسلی پانا انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے منعم حقیقی کی بارگاہ رفیع میں دست بستہ حاضر ہو کر جبین نیاز خم کرے اور اپنی انتہائی عبودیت کا عملی ثبوت دے اللہ تعالیٰ نے خود ہی تبلا دیا کہ کس طریقہ سے پاک و صاف ہو کر ہماری بارگاہ میں بندگی کے لئے حاضر ہوا کرو اور یہ اس قادر مطلق کا ایک بہت بڑا احسان ہے اس لئے ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے دربار میں حاضری کا ارادہ کرو یعنی نماز کے لئے اٹھو تو پاک صاف ہو کر آؤ۔ پاکیزگی وضو اور غسل سے ہوتی ہے۔ وضو سے نہ صرف مومن کے اعضاء پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اگر وضو باقاعدہ کیا جائے تو پانی کے قطرات کے ساتھ گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سارے جسم کا دھونا ضروری قرار نہیں دیا بلکہ صرف وہ اعضاء (ہاتھ منہ سر اور پاؤں) جن کے کھلا رہنے میں اکثر لوگ مضائقہ نہیں سمجھتے ان کا دھونا اور مسح کرنا ضروری قرار دیا تاکہ تنگی اور دقت نہ ہو۔ ہاں حدث اکبر یعنی جنابت کی حالت میں سارے بدن کا دھونا فرض کیا۔ پھر بیماری کی حالت میں اور بھی آسانی کردی پانی کی جگہ مٹی کو مطہر بنا دیا اور تیمم کو وضو اور غسل کا قائم مقام کر دیا یہ اس منعم حقیقی کا انسان پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور ایک نعمت عظیم ہے۔ کیا یہ کم نعمت ہے کہ دن میں پانچ دفعہ وضو کے اعضاء کو دھونے سے اعضاء کتنے صاف اور ستھرے رہتے ہیں۔

نماز میں شان عبدیت

نماز میں اول سے آخر تک شان عبدیت کا ظہور ہے۔ نماز میں شان عبدیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اشرف الاعضاء یعنی چہرہ کو، اخس الاشیاء یعنی زمین پر رکھا جاتا ہے چہرہ کا اشرف الاعضاء ہونا تو ظاہر ہے کہ اعضائے رئیسہ۔ دماغ، سمع اور بصر اسی میں ہیں اسی لئے حدیث میں چہرے پر مارنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور زمین کا اخس و ارذل ہونا اس سے ظاہر ہے کہ سب لوگ اس کو روندتے پھرتے ہیں اور اس پر پیشاب اور پاخانہ کرتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں اس پر تصرف کرتے ہیں اس لئے زمین پر چہرہ رکھنا غایت عبودیت ہے اور سجدہ میں انسان سب سے زیادہ خدا کے قریب ہوتا ہے۔

نماز میں اصل مقصود قرب الی اللہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

بندہ اور خدا کے درمیان رابطہ پیدا کرنے والی شے نماز ہی ہے پس اگر نماز میں حضور قلب پیدا نہیں ہوتا تو اس کا کوئی حال معتبر نہیں ہے اس لئے کہ جس بندہ کے حجابات ایسی منزل قرب میں بھی پہنچ کر دور نہیں ہوتے اس سے کسی دوسرے موقعہ پر کیا امید ہو سکتی ہے۔ حیف ہے کہ سماع شعر کے وقت تو قلب حاضر ہو لیکن جو وقت عین حضوری حق کا ہوتا ہے اس وقت غائب ہو۔

عبادت اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی جب تک بندہ سراپا نیاز ہو کر اپنے پورے عجز اور معبود کے پورے جبروت و جلال کے تصور کے ساتھ سر عبودیت نہ جھکائے اس کی اصلی غرض قرب خدا اور وصل الٰہی ہے اور بہترین عبادت وہی ہے جس سے وصل الٰہی میسر آ جائے۔

نماز میں تکبیر کی اہمیت

جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔ نماز میں اللہ اکبر کہہ کر نفس کو قربان کیا جاتا ہے۔ قربانی کا اصل مقصد اظہار عظمت حق ہے کہ ہم نے اپنی محبوب چیز اللہ کے نام پر قربان کر دی اور یہ مقصود نماز میں اس سے زیادہ حاصل ہے کیونکہ انسان تکبیر کہہ کر دست بستہ کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر خدا کے سامنے جھکتا ہے اور زمین پر سر رکھ دیتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنی عزت اور بڑائی کو خدا کے سامنے فنا کر دیا ہے۔ مال کو خدا کے نام پر قربان کرنے سے یہ زیادہ دشوار ہے خیرات کرنا اور قربانی کرنا آسان ہے مگر نماز دشوار ہے کیونکہ اس میں عاجزی اور غلامی کی ایسی صورت بنانی پڑتی ہے جو متکبر سے نہیں ہو سکتی۔ قربانی میں افناء نفس ہے نماز میں افناء نفس اور افناء صفات نفس ہے۔ گو یہ بات زبان سے اللہ اکبر کہے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے مگر زبان سے اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ عظمت حق کا دل میں رسوخ ہو جائے۔ لفظ اللہ اکبر انقیاد قلب اور دلی تعظیم پر صاف صاف دلالت کرتا ہے اس لئے اس لفظ کو توجہ قلب کے قائم مقام گردانا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے اس سے بہتر اور کوئی لفظ ہو ہی نہیں سکتا نماز میں زبان سے بار بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے تاکہ بار بار کی تکبیر سے دل پر چوٹ لگے اور ہر تکبیر کے ساتھ دل عظمت حق سے بھر جائے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی دل میں راسخ ہو جاتی ہے اور اپنی عاجزی اور فروتنی کا پورا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔ جتنا انسان کی طرف سے تذلل ظاہر ہوگا اتنا ہی قلب میں حق تعالیٰ کی عظمت ظاہر ہوگی۔

نماز کی صورت اور ہے حقیقت اور ہے

نماز کا ایک قالب ہے۔ صورت تو یہ ہے کہ آدمی وضو کر کے قبلہ رُخ کھڑا ہو جائے اور رکوع و سجود وغیرہ ادا کرے لیکن نماز کی حقیقت اور اس کی روح اور چیز ہے جس طرح مغز بادام اور شے ہے بادام کا چھلکا اور شے ہے مغز پستہ اور شے ہے پستے کا چھلکا اور شے ہے۔ نماز کی اصل روح خشوع ہے اور دل کا حاضر ہونا کیونکہ نماز کا اصل مقصد توجہ الی اللہ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو نماز سے رنج اور تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا یہ اس لئے کہ وہ نماز کا قالب تو بنا لیتے ہیں لیکن چونکہ دل غافل ہوتا ہے اس لئے اس میں روح نہیں ہوتی۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو حق تعالےٰ اس کو دیکھتا بھی نہیں۔ جس کو نماز بے حیائی اور برائی سے نہ روکے اس کی نماز کسی کام کی نہیں عبادت میں توجہ الی اللہ کا نہ ہونا اس لئے ہے کہ ہمارے دلوں میں عظمت الٰہی نہیں اس لئے عظمت پیدا کرنے کے سامان پیدا کرنے چاہئیں رکوع اور سجود وغیرہ سب عظمت پیدا کرنے والے سامان ہیں اگر ان کو کما حقہٗ ادا کیا جائے رکوع و سجود سے مقصود ہی انسان کی فروتنی اور عاجزی کا اظہار ہے تاکہ نماز پڑھنے والا یہ سمجھ لے کہ اس کی اصل خاک ہے اور پھر ایک نہ ایک دن خاک ہی کی طرف رجوع کرتا ہے نماز کے ہر ایک رکن میں ایک راز اور حقیقت ہے جو اس سے غافل ہوا اس کو سوائے صورت نماز کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کے زیادہ قریب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز میں ادھر ادھر دیکھتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ تو کدھر دیکھتا ہے تیرے نزدیک مجھ سے بہتر کوئی چیز نہیں تو میری طرف دیکھ دوسری دفعہ پھر یہی فرماتا ہے پھر تیسری دفعہ جب اس سے یہ حرکت صادر ہوتی ہے تو خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے

بزرگان دین نماز میں شان عبدیت پیدا کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتے تھے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ جب نماز میں مشغول ہونے لگتے تو عرض کرتے

خدا کون سے پاؤں سے تیرے دربار میں حاضری دوں۔
کونسی آنکھوں سے تیرا قبلہ دیکھوں
کونسی زبان سے تیرا نام لوں

خدایا! بے بضاعتی اور بے سرمائیگی سرمایہ ہے جو تیرے دربار میں لے کر حاضر ہوا ہوں

حضرت بایزید بسطامیؒ اکثر عشا کی نماز کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہر بار سلام پھیر کر یہ فرماتے تھے کہ خدایا یہ نماز اس لائق نہیں کہ تیری درگاہ میں پیش کی جائے پھر نیت باندھتے پھر سلام پھیرنے پر اسی طرح فرماتے۔ اسی طرح نماز پڑھتے پڑھتے صبح ہو جاتی پھر فرماتے الٰہی میں نے بہت کوشش کی کہ ایسی نماز ادا کروں جو تیری درگاہ کے لائق ہو۔ لیکن افسوس کہ ادا نہ ہو سکی جیسا بایزید ہے ویسی ہی اس کی نماز۔ تیرے بہت سے بندے بے نمازی بھی ہیں میرا نام بھی انہیں میں لکھ لے۔

ایک ہم ہیں کہ نہ رکوع و سجود ٹھیک طرح ادا کرتے ہیں اور نہ نماز کے ارکان ادا کرتے ہیں عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتے ہیں اور پھر خیال کرتے ہیں کہ ہم نے نماز ادا کر لی۔ ایسی نماز کو تو نماز کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ہماری حالت تو یہ ہے ؎

بزمین چوں سجدہ کردم وزمین ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ ایں سجدہ ریائی

طریق نماز ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور بندہ کا کام ہے حق عبودیت ادا کرنا جہاں تک ہو سکے اپنے آقا کے احکام کی بجا آوری اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی رضا کو مدنظر رکھنا ــــ نماز میں شان عبودیت کا اظہار اور اپنی بے کسی اور بے بسی کا مظاہرہ یہ انسان کے اپنے بس کی بات نہیں یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے توفیق دیتا ہے اللہ تعالےٰ... مقلب القلوب ہے جس کے دل کو چاہتا ہے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ توفیق وہ خود دیتے ہیں لیکن نام بندے کا کر دیتے ہیں اور پھر اس پر اجر عظیم عطا فرماتے ہیں یہ ان کا کتنا بڑا احسان ہے۔

انسان کا کام ہے اپنی استعداد کے مطابق صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کرنا آگے چلانا اس قادر مطلق کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ــــ جن لوگوں نے ہماری طلب میں کوشش کی ہم ان کو اپنی نزدیکی کی راہ دکھا دیتے ہیں۔ انسان جب بارگاہِ ایزدی کی طرف چلنا شروع کرتا ہے تو حق تعالےٰ کو اس کے ضعف پر رحم آجاتا ہے اور وہ خود اس کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں اور انسان کے نزدیک آجاتے ہیں مثلاً کسی کا شیر خوار بچہ باپ سے دور کھڑا ہو اور باپ اس کو کہے بیٹا! دوڑ کر چلے آؤ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ابھی بیٹا اچھی طرح چل نہیں سکتا پھر بھی اس کو بلاتا ہے اب بچہ ہمت کر کے ایک دو قدم چلتا ہے پھر گر پڑتا ہے اور رو پڑتا ہے اس وقت باپ جوش میں آتا ہے اور دوڑ کر بچے کو گود میں اٹھا لیتا ہے اسی طرح جب انسان راہِ حق میں دو چار قدم چل کر گر پڑتا ہے تو حق تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور انسان کو گلے لگا لیتی ہے بس شرط صرف چلنے کی یعنی عجز و عبودیت کا اظہار ہے۔

انسان کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے اچھی طرح وضو کرے پھر قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ اللہ تعالےٰ سمیع و بصیر ہے اس کی ہر حرکت اور ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اس سے خدا کی عظمت اور اس کا خوف دل میں جاگزیں ہو جائے گا اور ارکان نماز با ادب ادا کرنے میں مدد ملے گی۔ توجہ الی اللہ استحضار عظمت سے ہوتی ہے کیونکہ عظمت ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا خیال دل میں آ ہی نہیں سکتا نماز میں حق تعالیٰ کی طرف توجہ کا نہ ہونا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہمارے دلوں میں عظمت الٰہی نہیں ہے۔ ہم نماز بیگار کے طور پر ادا کرتے ہیں نہ رکوع ٹھیک طرح کرتے ہیں نہ سجدہ، قومہ اور جلسہ کا خیال ہی نہیں کرتے۔ کیا ایسی نماز قیامت کے دن ہماری نجات کا ذریعہ بن سکے گی ہرگز نہیں۔ ایسی نماز کو ہمارے حق میں یہ کہتی ہے کہ اللہ تجھے خراب کرے جس طرح تو نے مجھے خراب کیا ہے۔ قیامت کے دن باعث نجات اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں شفاعت کا ذریعہ صرف وہی نماز ہوگی جو کامل وضو کے ساتھ ادا کی جائے اور اس کے ارکان کی ادائیگی میں خشوع اور ادب کو ملحوظ رکھا جائے۔ نماز ادا کرنے کے بعد انسان اپنے دل سے سوال کرے کہ کیا یہ نماز جو میں پڑھی ہے بارگاہ ایزدی میں پیش کرنے کے قابل ہے اگر دل بالکل اندھا اور نہ مردہ ہو چکا ہو تو وہ اس نماز کی صحیح صحیح قیمت بتا دے گا پھر اس قیمت سے اس کی مقبولیت یا غیر مقبولیت کا پورا اندازہ لگ سکتا ہے

حدیث میں ہے ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھی اور رعایت تعدیل ارکان اور قومہ و جلسہ کی نہ کی، آپ نے فرمایا تو نے

پڑھی پھر پڑھ۔ اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی آپ نے دوبارہ فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی پھر پڑھ۔ پھر تیسری مرتبہ بھی اس کے پڑھنے پر ایسا ہی فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے سکھلایئے میں کیسے نماز پڑھوں آپ نے فرمایا جب تو ارادہ کرے نماز پڑھنے کا، تو وضو کر اچھی طرح پھر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر پھر رکوع کر یہاں تک کہ تو ٹھہرے رکوع میں پھر اٹھا سر رکوع سے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر خاطر جمع سے پھر سر اٹھا سجدہ سے یہاں تک کہ آرام سے سیدھا بیٹھ جائے اسی طرح دوسرا سجدہ کر اطمینان سے پھر اسی طرح نماز کو پورا کر اس سے اندازہ لگایئے کہ ہماری نماز کی کیا قدر و قیمت ہے۔

قرآن اور احادیث نبوی میں نماز کی بڑی شدت سے تاکید کی گئی ہے۔ شیطان اللہ تعالیٰ کا ایک حکم نہ ماننے سے اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہِ ایزدی ہو گیا تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کو خالق بار بار قرآن کریم میں سجدہ کا حکم دیتا ہے لیکن وہ پرواہ نہیں کرتے دن میں پانچ بار ہمارے کانوں میں چاروں طرف سے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی صدا آتی رہتی ہے لیکن ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا خدا کے ساتھ تعلق نہیں ہے اگر تعلق ہو تو یہ لا پرواہی بے توجہی ختم ہو جائے۔

نماز ایک ایسا فریضہ ہے کہ محلوں میں رہنے والا بادشاہ اور جھونپڑی میں بسنے والا فقیر ملک کا صدر فوج کا کمانڈر اور ایک ادنیٰ سپاہی — عدالت کا جج اور اس کا چپڑاسی، طالب علم اور استاد، ڈاکٹر اور مریض دکاندار اور ملازم، خانقاہ کا سجادہ نشین خطیب مفتی اور قاضی، زمیندار اور کسان وغیرہ ادنیٰ اور اعلیٰ کوئی بھی ایسا نہیں جو اس فرض کی ادائیگی سے مستثنےٰ قرار دیا گیا ہو مسلمان کہیں بھی ہو دفتر میں کام کر رہا ہو گاڑی میں بیٹھا ہو یا ہوائی جہاز پر سوار ہو دریا میں کشتی میں سیر کر رہا ہو یا کنارے پر کھڑا ہو نماز اس کے ساتھ رہے گی۔ اور جب تک ہوش و حواس قائم ہیں کبھی معاف نہیں ہوتی کوئی عذر شرعی پیش آ جائے تو وہ علیحدہ بات ہے۔

جہاں تک ہو سکے نماز با جماعت ادا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے "وارکعو مع الراکعین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز با جماعت کی بڑی تاکید فرمائی ہے ایک روایت کے مطابق جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے ۲۵ نمازوں کا ثواب ہوتا ہے اور دوسری کے مطابق ۲۷ نمازوں کا۔

ایک دفعہ آپ نے چند صحابہؓ کو جماعت میں نہ دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے بچوں اور عورتوں کے جل جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو جماعت کے لئے گھر سے نہیں نکلتے۔ آج ہم میں اکثر کا یہ حال ہے کہ نماز با جماعت کا اہتمام تو ایک طرف نماز سے ہی سبکدوش ہو گئے ہیں۔ حضرت فضیل ابن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو میرا فرزند فوت ہو جائے تو ہزاروں کی تعداد میں تعزیت کے لئے آتے ہیں لیکن اگر میری نماز با جماعت فوت ہو جائے تو کوئی بھی تعزیت کے لئے نہیں آتا۔ بخدا اگر میری ایک نماز با جماعت پڑھنے سے رہ جائے تو وہ اپنے بالغ عاقل اور صالح بیٹے کے مرنے سے زیادہ اندوہناک ہے۔

بقیہ:- عظیم ترین احسان (بقیہ صفحہ ۱۱ سے آگے)

یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔

(ب) تفسیر ابن کثیرؒ میں ذیل کی باتیں قرآن کریم کو نظر انداز کرنے کے تحت میں مذکور ہیں۔

(۱) قرآن کریم پر ایمان نہ لانا
(۲) قرآن کریم کو سچا نہ ماننا
(۳) قرآن کریم پر تدبر و غور نہ کرنا
(۴) قرآن کریم پر عمل نہ کرنا۔ اس کے اوامر پر نہ چلنا اور نواہی کو نہ چھوڑنا
(۵) قرآن کریم کو چھوڑ کر دوسری باتوں کی طرف راغب ہونا

مثلاً شعر و اشعار کا شغل رکھنا گانا بجانا لہو و لعب میں مشغول ہونا اور دوسری باتوں کی طرف متوجہ رہنا۔

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں ہم کسی ایسے فعل کے مرتکب تو نہیں جو قرآن کریم کو نظر انداز کرنے والوں کے زمرے میں آتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو اب موقع ہے اور ہمیں سنبھل جانا چاہیئے

مخالفت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انجام

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا۠ (۴ النساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ! اور جو کوئی رسول اللہ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے، اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر جدی راہ اختیار کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ . . . .

فائدہ

اکابر علماء نے اس بات سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا (اللّٰھم لا تجعلنا منھم)

محمد شفیع عمر الدین (بھٹہ)

عظیم ترین احسان

اللہ تعالے کا اپنے بندوں پر یہ عظیم ترین احسان ہے کہ ان کی رشد و ہدایت کے لئے حضور سیدنا خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ! اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسولؐ بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(الف) یعنی انہی کی جنس اور قوم کا ایک آدمی رسولؐ بنا کر بھیجا۔ جس کے پاس بیٹھنا بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے اس کے احوال و اخلاق، سوانح زندگی، امانت و دیانت، خدا ترسی اور پاک بازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں۔ اپنی ہی قوم اور کنبے کے آدمی سے جب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو یقین لانے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے

فرض کرو کوئی جن یا فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو معجزات دیکھ کر یہ یقین کر لینا ممکن تھا کہ چونکہ جنس بشر سے جداگانہ مخلوق ہے شاید خوارق اس کی خاص صورت نوعیہ اور طبیعت ملکیہ و جنیہ کا نتیجہ ہوں، ہمارا اس سے عاجز رہ جانا دلیل نبوت نہیں بن سکتا۔ بہرحال مومنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا جس سے بے تکلیف فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے اُن ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں دو جگہ گزر چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضورؐ کی شانیں بیان کی گئیں۔

(۱) تلاوت آیات (اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا) جن کے ظاہری معنیٰ وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے

(۲) "تزکیہ نفوس" (نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے ان کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضورؐ کی صحبت، اور قلبی توجہ و تصرف سے، باذن اللہ حاصل ہوتی تھی۔

(۳) "تعلیم کتاب" (کتاب اللہ کی مراد بتانا) اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنی عام تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہؓ کو کوئی اشکال پیش آیا اس وقت آپ کتاب اللہ کی اصلی مراد جو قرائن قرآن سے متعین ہوتی تھی بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے جیسے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ الخ اور دوسرے مقامات میں ہوا

(۴) "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا اور قرآن کریم کے غامض اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا خواہ تصریحاً یا اشارتاً) آپؐ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی۔ آپؐ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لئے ہادی و معلم بن گئی لہٰذا انہیں چاہیئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں۔ اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ کا دل متالم ہو۔"

(ب) آپ کے تابعداروں کا فرض:۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرض کے انجام دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

لہٰذا اس کسوٹی پر آئندہ آپؐ کے سچے متبعین کو پرکھ لیا جاوے گا۔"

(ج) "الکتٰب" سے مراد قرآن شریف ہے اور "الحکمۃ" سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (جلالین)

حاصل

یہ نکلا کہ ہمیں قرآن مجید اور اس کی عملی شرح حدیث شریف پر عمل کرنا چاہیے

نیز اللہ تعالے نے بالکل واضح الفاظ میں ہمیں حکم دیا ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر آیت ۷)

ترجمہ! جو کچھ تمہیں رسول دے لے لو۔ اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

بنی نوع انسان کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۱۵۸)

ترجمہ! کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر، جو کہ اللہ پر اور اس کی سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا آپؐ سب انسانوں، عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے، یہود ہوں یا نصاریٰ یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اب بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے پر ایمان لائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائیں اور یہ عارضی زندگی آپ کی پیروی میں بسر کریں۔

جو اس دعوت کو آمنّا و صدقنا کہیں گے ان کے لئے اللہ تعالے کی رضا مندی اور بہشت ہے۔ جو انکار کریں گے وہ اللہ تعا!!

کی ناراضگی سے دو چار ہوں گے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

(۲) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (الحج آیت ۴۹ - ۵۱)

ترجمہ: کہدو اے لوگو! میں تو صرف تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔

(۳) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (السبا آیت ۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعنی

ایمانداروں کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ اور کافروں کے لئے دوزخ کا دائمی عذاب ہے۔

قرآن کریم (اللہ تعالیٰ کا حکم) اور حدیث شریف (رسول اللہ کا حکم) نہ ماننا صریح گمراہی ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (الاحزاب آیت ۳۶)

ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا

(ف) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کرنا ہر مومن کا فرض اولین ہے

قبر میں باز پرس

اس دنیا کی زندگی عارضی ہے آخر ہر کس کو مرکر قبر میں جانا ہے۔ جب قبر میں انسان رکھا جاتا ہے تو وہاں اول یہی باز پرس ہوتی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان رکھتا تھا؟ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا؟ کیا دین اسلام پر قائم تھا؟

قبر میں منکر و نکیر پوچھیں گے

(۱) مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے؟
(۲) مَنْ نَّبِيُّكَ تیرا نبی کون ہے؟
(۳) مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے؟

مومن جو توحید اور رسالت پر ایمان رکھتا ہے وہ جواب دے گا۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مگر توحید و رسالت کے منکر کو کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ "ہائے ہائے میں نہیں جانتا" یہ اس بدنصیب کا جواب ہوگا (ابن کثیر)

میدان حشر میں سوال

نیز قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں سے پوچھے گا کہ میں نے تمہاری طرف جو پیغمبر بھیجے تھے جنہوں نے تمہیں توحید کی تعلیم دی نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا آیا ان کی دعوت کو تم نے آمنا و صدقنا کہا تھا؟

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (القصص آیت ۶۵)

ترجمہ: اور جس دن انہیں پکارے گا، پھر کہے گا تم نے میرے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا؟

توحید و رسالت کے منکر انسان اس دن بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۗءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ (القصص آیت ۶۶)

ترجمہ: پھر اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی۔ پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے۔

مگر جو شخص کفر و شرک سے توبہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا۔ اور نیک اعمال جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوں بجا لائے گا وہ قیامت کے دن نجات پائے گا۔

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ (القصص آیت ۶۷)

ترجمہ: پھر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور پھر نیک عمل کئے سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

مخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسرت ندامت

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ (الفرقان آیت ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

یعنی

قیامت کے دن مشرک بڑی حسرت اور ندامت سے کہے گا کہ کیوں نہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کی ہدایت کے طریقے پر چلا۔ افسوس میں نے کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو دوست بنایا

لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ (الفرقان آیت ۲۹)

ترجمہ: اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا

یعنی ان بے ایمان دوستوں نے مجھے ایمان کی دولت اور قرآن و سنت کی تعلیم سے بے بہرہ رکھا۔ اور مجھے ڈبو دیا۔

قرآن کریم کی تعلیم کو متروک کرنے والوں کی شکایت

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ (الفرقان آیت ۳۰)

ترجمہ: اور رسول کہے گا اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں شکایت فرمائیں گے

(الف) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔۔۔۔ آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم

قرآن کی تصدیق نہ کرنا
اس پر تدبر نہ کرنا
اس پر عمل نہ کرنا
اس کی تلاوت نہ کرنا
اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا
اس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا۔

اسلام میں اخلاق کی اہمیت

قاری فیوض الرحمٰن گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

جس طرح عبادت دین اسلام کا ایک شعبہ ہے اور اس کا ہم بندوں سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اخلاق کا بھی ایک شعبہ ہے۔ اور دین میں اس کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ بلکہ ایک پہلو سے دین کے دوسرے تمام شعبوں کے مقابلے میں اس کو فوقیت اور بالاتری حاصل ہے اور وہ پہلو یہ ہے کہ اخلاق میں بندہ اللہ تعالےٰ کی نیابت حاصل کرتا ہے۔ یعنی اخلاق دراصل خدائی صفات ہیں اور ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم بھی اپنی بندگی کی حیثیت کے مطابق وہی صفات اختیار کریں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔

"تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ"

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ والے اخلاق کو اپنے اخلاق بناؤ۔

مثلاً "رحم" ایک خُلق ہے جو دراصل اللہ تعالےٰ میں ہے۔ اور وہ اس کی وجہ سے رحمٰن اور رحیم ہے۔ پھر بندوں کو بھی اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ وہ بھی اپنے اندر رحم کی صفت پیدا کریں اور ہر قابل رحم مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کریں۔

اسی طرح خطا و قصور معاف کرنا اور دوسروں کے عیب چھپانا اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اور بندوں کو بھی حکم ہے کہ وہ بھی اپنے اندر یہ صفت پیدا کریں علیٰ ھذا حیا اور حلم اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں اور بندوں کو بھی حکم ہے کہ وہ انہیں اختیار کریں۔ ایسے ہی جود و کرم، سخاوت، حاجت مندوں کی مدد کرنا، عدل و انصاف کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ اور بندوں کو بھی حکم ہے کہ وہ یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں۔

اسی طرح نیکوں سے اور نیکیوں سے محبت اور ان کو پسند کرنا اور بدوں سے اور برائیوں سے بغض و نفرت اور ان سے ناراض ہونا اللہ تبارک و تعالےٰ کی صفت ہے اور بندوں کو بھی حکم ہے کہ ان کا حال بھی یہی ہو۔

اخلاق میں ایک گونہ اللہ تعالےٰ کی نیابت کا رنگ ہے۔

الغرض بندے کے تمام اعمال و احوال میں صرف اخلاق کی یہ شان ہے۔ کہ بندہ اس میں اللہ تعالےٰ کی نیابت کرتا ہے۔ یعنی وہ کرتا ہے جو اللہ تعالےٰ خود کرتے ہیں۔ یہ شان کسی دوسرے عمل کی نہیں۔ اس لئے اس پہلو سے اخلاق کو بندے کے دوسرے تمام اعمال کے مقابلہ میں امتیاز اور برتری حاصل ہے۔

قرآن و حدیث

میں جس طرح نماز روزہ وغیرہ عبادات کی تاکید فرمائی گئی ہے اسی طرح اخلاق حسنہ کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور جس طرح عبادت کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اسی طرح بہت سے بُرے اخلاق پر بھی جہنم کی اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ مثلاً بُخل (یعنی مال کی ایسی محبت جو خرچ کے موقعوں پر خرچ کرنے میں رکاوٹ بنے) ایک اخلاقی مرض ہے۔ اُس کے متعلق خالق کائنات کا ارشاد ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ (آل عمران ع ۱۸)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جن کو دولت دی ہے وہ اُس میں بُخل کرتے ہیں (اور جہاں اُس کو خرچ کرنا چاہئے وہاں خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اُن کے حق میں کوئی اچھی چیز ہے بلکہ وہ اُن کے حق میں شرِ محض ہے۔ قیامت کے دن یہی دولت جس کے خرچ کرنے میں وُہ بُخل کرتے ہیں ان کے گلے کا طوق بنائی جائے گی۔

اس آیت کریمہ میں بُخل پر کتنی بڑی وعید سنائی گئی ہے۔

اسی طرح

سورۂ ھُمَزَہ میں ایسے لوگوں کو جن میں مال کی گہری محبت اور دوسروں پر طعنہ زنی اور عیب چینی کے بُرے اخلاق ہوں، دوزخ کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے ارشاد باری ہے:۔

ترجمہ:۔ یعنی اُن لوگوں کے لئے انجام کی بڑی خرابی ہے جن کا حال یہ ہے کہ وہ دوسروں کو رو در رو طعنہ دیتے ہیں اور پیٹھ پیچھے لوگوں کے عیوب اور ان کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ اور انہیں مال و دولت سے ایسی گہری محبت ہے کہ وہ اس کو جوڑ جوڑ کے رکھتے ہیں اور گِنا کرتے ہیں۔ گویا کہ ان کا یہ مال ہمیشہ رہے گا یہ لوگ ضرور بالضرور دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ الغرض ان آیاتِ مقدسہ میں جن برائیوں پر دوزخ کی اور عذاب کی وعید ہے وہ صرف اخلاقی برائیاں ہیں۔

عمدہ اخلاق کے متعلق چند احادیثِ نبوی

۱۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ اللہ نے مجھے اس لئے نبی بنا کر بھیجا ہے کہ میں اخلاقی خوبیوں کو درجۂ کمال تک پہنچا دوں (رواہ مالک واحمد مشکوٰۃ باب حسن الخلق)

۲۔ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ مومنین ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد والدارمی مشکوٰۃ باب حسن الخلق)

۳۔ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُّوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ

ترجمہ۔ قیامت کے دن مومن کی میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن دار چیز جو رکھی جائیگی وہ اس کا اچھا اور عمدہ اخلاق ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین میں اخلاق کے شعبہ کی کتنی اہمیت ہے۔ اور اس کا کیا درجہ اور مقام ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں میں جو کچھ دیندار بھی ہیں اُن میں سے بھی اکثر کا اب حال یہ ہے کہ وہ شعبۂ عبادات کی اہمیت تو کسی درجہ میں محسوس کرتے ہیں۔ مگر اخلاق اور اسی طرح معاملات اور معاشرت کے متعلق جو احکام ہیں اُن کی اہمیت کو وہ محسوس نہیں کرتے۔ بہت سے لوگ تو کچھ ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا ان احکام کی پابندی بڑا بزرگ اور کامل بننے کے لئے ضروری ہے۔ اور

نجات کے لئے بس نماز روزہ کافی ہے حالانکہ دوزخ سے اور اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے جس طرح نماز روزہ ضروری ہے۔ اسی طرح بُرے اخلاق کا چھوڑنا اور اچھے اخلاق کا اختیار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

بعض بُرے اخلاق کے بارے میں آپؐ کے چند ارشادات

عمدہ اخلاق کی طرح آپؐ نے بعض بُرے اخلاق کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ دوزخ کو لے جانے والے اور جنت سے محروم کرنے والے ہیں۔ مثلاً کبر کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

۱۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ)

۲۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی عیب جوئی کرنے والا اور اُن کے راز معلوم کر کرکے پھیلانے والا جنت میں نہ جا سکے گا۔ (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ)

۳۔ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ذَا الْوَجْهَیْنِ یَاْتِیْ هٰؤُلَاۗءِ بِوَجْهٍ وَّ هٰؤُلَاۗءِ بِوَجْهٍ۔ یعنی قیامت میں سب سے بُرے حال میں وہ دو رُخا آدمی ہوگا جو ایک گروہ سے ایک رُخ سے ملے اور دوسرے گروہ سے دوسرے رُخ سے مطلب یہ ہے کہ اُن سے اُن کی سی باتیں کرے اور اُن سے اُن کی سی۔ (متفق علیہ)

۴۔ لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں کریگا جو اس کے بندوں کے ساتھ رحم کا معاملہ نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اطلاع دی ہے کہ:۔

ایک عورت صرف اپنی اس بے رحمانہ حرکت کی وجہ سے دوزخ میں جائے گی کہ اُس نے ایک بلی کو بند کر رکھا تھا اور اُسے کھانے کے لئے کچھ نہیں دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بلی بھوکی مرگئی۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ)

اور اس کے برعکس مخلوق پر رحم کرنے والوں کے لئے اللہ کی خاص رحمت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاۗءِ۔ یعنی رحم کرنے والوں پر اللہ کی رحمت ہوگی۔ تم، زمین پر بسنے والی مخلوق پر رحم کرو۔ آسمان والا خالق تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی اطلاع دی کہ:۔

ایک عورت اس عمل پر بخشی گئی کہ پیاس سے تڑپنے والے ایک کتے کو دیکھ کر اس کا دل دُکھا اور اس نے بڑی محنت سے کنوئیں سے پانی نکال کر اُس کو پلایا اور اس کی جان بچائی۔ (مشکوٰۃ)

جس طرح مندرجہ بالا حدیثوں میں بعض بُرے اخلاق کے متعلق عذاب اور دوزخ کی وعیدیں ہیں اسی طرح بعض بُرے اخلاق کے بارے میں آتا ہے کہ جس میں یہ باتیں ہوں وہ مومن نہیں ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ قسم اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کا یہ حال نہ ہو کہ وہ اپنے ہر بھائی کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ یعنی اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ پورا مومن اور سچا مسلمان نہیں ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار قسم کھا کر ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں، خدا کی قسم اُس کو ایمان نصیب نہیں۔ عرض کیا کہ حضرت کون؟ ارشاد فرمایا۔ وہ بدبخت جس کی شرارتوں سے اُس کے پڑوسی امن میں نہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ فرمایا:۔

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَ جَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی وہ بے درد اور بے رحم مومن نہیں۔ جس کا حال یہ ہو کہ وہ اطمینان سے پیٹ بھر کے کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی فاقہ سے رہے۔

غور کیجئے ان سب حدیثوں میں جن برائیوں پہ دوزخ اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور جنت سے یا ایمان سے محرومی کا اعلان فرمایا گیا ہے وہ سب اخلاق کے سلسلہ کی چیزیں ہیں۔ ان حدیثوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ دین اسلام میں اخلاق کی کتنی اہمیت ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے "کتاب الایمان" میں لکھا ہے کہ:۔

"حدیثوں میں جن جن باتوں کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جس میں یہ باتیں ہوں گی وہ جنت میں نہیں جا سکے گا یا یہ کہ جس میں یہ باتیں ہوں وہ مومن نہیں ہے۔ ان کا درجہ کم سے کم یہ ہے کہ وہ شریعت میں حرام ہیں۔ اور اُن سے اپنے کو بچانا واجب ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عمدہ اخلاق اپنانے اور اخلاق رذیلہ کو اپنے اندر سے نکالنے کی توفیق بخشیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حقوقِ ہمسایہ اور بزرگوں کے فیصلے

مرتبہ: محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل ۔۔۔ لاہور

(۱) ہشام بن عبدالملک تیس برس کی عمر میں اندلس کے تخت پر جلوہ افروز ہوتا ہے، انتہائی انصاف پسندی اور عادل پروری کی وجہ سے اس کا عہد مشہور ہے، ایک دفعہ [illegible] سرکاری مکان کی تعمیر کے لئے کچھ جگہ کی [illegible] ہوئی اس مقصد کے لئے ایک جگہ تلاش کر لی گئی۔ مگر بعد میں معلوم ہُوا کہ اس کا ایک ہمسایہ بھی یہ زمین خریدنا چاہتا ہے اور اس کو زمین پر باقاعدہ حق شفع حاصل ہے چنانچہ خلیفہ اس خیال سے رُک گیا تاکہ ہمسایہ کی حق تلفی نہ ہو اور مکان کی تعمیر کے لئے اور جگہ تلاش کی گئی۔

(۲) ایک یہودی حضرت امام اعظمؒ کا پڑوسی ہے۔ اس کے گھر کی نالی جس میں اکثر اوقات گندگی وغیرہ بہتی رہتی ہے اور اَٹ جاتی ہے یہی نالی امام موصوف کے گھر سے گذرتی ہے امام صاحب کو یہ نالی صاف کرانے کے لئے بہت دقت پیش آتی ہے، مگر آپ متواتر دس سال تک نالی صاف کراتے رہتے ہیں اور یہودی ہمسایہ کو علم تک نہیں ہونے دیتے دس سال کے بعد جب یہودی کو پتہ چلتا ہے تو وہ آپ سے معافی مانگتا ہے مگر امام موصوف فرماتے ہیں کہ تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں میں نے تو حضور سرور کائناتؐ کے ارشادات پر عمل کیا ہے کہ ہمسایہ کو خوش رکھا جائے اور تنگ نہ کیا جائے

(۳) حضرت امام ابو حنیفہؒ زہد و اتقا میں ہر لحاظ سے بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں آپ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا ہے جو رات بھر شور مچانے کی وجہ سے آپ کی عبادت میں بھی مخل ہوتا ہے مگر آپ سب کچھ برداشت کرتے ہیں اور اسے علم تک نہیں ہونے دیتے رات کے وقت وہ اکثر یہ شعر پڑھتا ہے

ترجمہ: شعر

اے لوگو! تم نے مجھے ضائع کر دیا ورنہ میں جنگ اور ضرورت کے وقت تمہارے کام آتا۔ چنانچہ ایک دن شہر کا کوتوال اسے بہت شور مچانے کی وجہ سے یا ایک دوسری روایت کے مطابق چوری میں پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتا ہے، دوسرے دن صبح کے وقت امام صاحب کو خبر ہوتی ہے، تو آپ عیسٰی بن موسٰی گورنر کوفہ کے پاس سفارش کر کے اسے چھڑوا لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بھئی کہو ہم نے تمہیں ضائع تو نہیں کیا ۔۔۔ اس پر وہ جواب دیتا ہے کہ ہاں آپ نے حق ہمسائیگی ادا کیا ہے۔ چنانچہ وہ آپ کے عین اخلاق سے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور بعد میں فقیہہ کے لقب سے ممتاز ہوتا ہے

(۴) حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک غیر مسلم ہمسایہ سفر پر جاتا ہے تو اس کے گھر میں چراغ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا شیر خوار بچہ روتا ہے۔ حضرت بایزیدؒ روزانہ اس کے گھر چراغ رکھ جاتے ہیں اور روشنی کی وجہ سے بچہ چپ کر جاتا ہے چنانچہ جب ہمسایہ سفر سے واپس آتا ہے، تو اس کی بیوی حضرت کے چراغ لانے کا تذکرہ کرتی ہے تو وہ غیر مسلم کہتا ہے کہ جب اس گھر میں بایزیدؒ کی روشنی آ چکی ہے تو پھر تاریکی اور ظلمت میں رہنا باعث افسوس ہے۔ چنانچہ وہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آتا ہے

(۵) حضرت مالک بن دینارؒ ایک مکان کرایہ پر لیتے ہیں۔ پڑوس میں ایک یہودی بھی رہتا ہے۔ آپ کے گھر کا محراب اس یہودی کے دروازے پر واقع ہے چنانچہ یہودی وہاں پاخانہ بنا لیتا ہے اور گندگی وغیرہ پھینک دیتا ہے جس سے حضرت کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مگر آپ اُسے بالکل نہیں پوچھتے ایک دن یہودی خود ہی آکر عرض کرتا ہے کہ گندگی کی وجہ سے آپ کو تکلیف تو ہوتی ہوگی۔ مگر جناب امام فرماتے ہیں کہ تکلیف تو ہوتی ہے۔ مگر میں نے تغاری اور جھاڑو [illegible] لیا ہے روزانہ صاف کر لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ یہودی آپ سے اتنی بڑی تکلیف [illegible] کرنے کی وجہ۔۔۔۔ پوچھتا ہے تو آپ [illegible] ہیں کہ خداوند کریم کا حکم ہے۔ "الکاظمین الغیظ" چنانچہ وہ [illegible] سُنکر فوراً مسلمان ہو جاتا ہے

ایک اور بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا ہمسایہ کبوتر باز ہے، جو ہر وقت کبوتر اڑانے کے لئے روڑے اوپر مارتا رہتا ہے اور وہ روڑے عبادت گزار بزرگ کے سر پر لگتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ بزرگ ایک دن ایک لمبا سا بانس خرید کر اسے بجھا دیتے ہیں تاکہ اُسے کبوتر اڑانے میں دقت نہ ہو۔ کبوتر باز آپ کے اس فعل سے متاثر ہوتا ہے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لیتا ہے۔

نعت

حبیب احمد حامی تاروی

محمدؐ کی افضل ہدایت جہاں میں!
محمدؐ کی اکمل رسالت جہاں میں
محمدؐ کی ہے ذات اکمل جہاں میں
محمدؐ کا ہے نام افضل جہاں میں
محمدؐ کے عاشق ہیں سارے جہاں میں
محمدؐ کے پیرو ہیں پیارے جہاں میں
محمدؐ کے ساتھی دُرِ بے بہا تھے
بڑے باصفا تھے بڑے ذی حیا تھے
نہ ان میں کینہ نہ ان میں رعونت
نہ ان میں تھا کبر اور نہ ان میں تھی نخوت
عبادت، ریاضت، محبت، مروّت
عمل میں صفا، سادگی میں جلالت
محمدؐ کے حکموں کو مانا ہے جس نے
محمدؐ کے رتبوں کو جانا ہے جس نے
وہی ہے خدا و محمدؐ کا پیارا
وہی ہے زندگی کا روشن ستارا!

نقد و نظر

از مشتاق حسین بخاری

انوارِ ولایت، یعنی سوانح حیات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ

حصہ اوّل: سوا از ولادت تا وفات)

تالیف: محترم لال دین اخگر صاحب بی اے بی ٹی

صفحات: ۲۳۸: قیمت: ۳ روپے ۵۰ پیسے

پتہ دستیابی: شعبہ تالیف انجمن خدام الدین لاہور

حضرت شیخ التفسیر رحؒ کی سوانحیات منظرِ عام پر لانے کا اولین شرف جناب اخگر صاحب کو حاصل ہوا ہے، مؤلف موصوف سے قارئین کرام کا دیرینہ تعارف ہے اس سے پیشتر ان کی ایک کتاب "محسنۂ کائنات" انہی اوراق پر قسط وار شائع ہوتی رہی اور بعد ازاں کتابی صورت میں طبع ہوا محترم اخگر صاحب کی حضرتؒ سے شیفتگی و دلبستگی بدرجہ غایت تھی اسی بنا پر حضرت کی شفقتیں اور مہربانیاں انہیں حاصل رہیں، چنانچہ حضرتؒ سے قرب کے باعث اخگر صاحب صاحبِ قلم ہوتے ہوئے حضرتؒ کی سوانح کی ترتیب سے کیسے محروم رہ سکتے تھے، آپ نے شب و روز کی محنتِ شاقہ سے سوانحیات کا پہلا جز مکمل کر لیا جس میں حضرتؒ کے تمام حالاتِ زندگی بروایاتِ صادق قلمبند ہیں کتاب میں عقیدت کے پھولوں کا رنگ اور خوشبو ہر جگہ نمایاں ہے، حضرتؒ کے کمسنی کے حالات، حصول دین کی خاطر ہجرت وطن، دینی مدارس سے فراغت کے بعد تدریس دین، سیاسی معاملات میں اہل اسلام کی رہنمائی، دینی انجمن کا قیام اور فرائض امارت، مساجد کی تعمیر، دورۂ قرآن، تصانیف رسائل درس قرآن اور ترجمۂ قرآن، اجراء خدام الدین، تحریک ختم نبوت میں شرکت، وقت کے خود ساختہ علماء کا ابطال غرضیکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کوئی شق مخفی نہیں چھوڑی حضرت رحؒ کی زندگی من و عن ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح پیش کر دی ہے کتاب کے آخری اوراق میں حضرت کی وفات اور مابعد سے متعلق حالات درج ہیں۔

اخگر صاحب ملازمت کے سلسلہ میں لاہور سے دور مقیم ہیں لیکن سوانح کی ترتیب کے سلسلہ میں وہ تقریباً دو سال تک مسلسل لاہور کا طواف کرتے رہے اور اپنی کاوشوں کا ماحصل انوارِ ولایت کی صورت میں پیش کیا — ہم اخگر صاحب کو ان کے اس شاہکار پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے قارئین کرام سے ملتمس ہیں کہ حضرت کی جملہ تصانیف مترجم قرآن، رسالہ خدام الدین اور ان کے سوانح زندگی انوارِ ولایت سے وابستہ رہیں تاکہ حضرت سے تعلق خاطر قائم رہے اور یہ تعلق نجات اخروی کا سبب بنے (آمین)

کتاب کی کتابت تسلی بخش ہے افادیت کے لحاظ سے قیمت معمولی ہے تاجران کتب کو مزید رعایت مل سکتی ہے۔

نام کتاب: آئین وراثت

تصنیف: جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

ناشران: محمد سلیمان قادری دینی کتب خانہ کیمل پور

صفحات: ۱۱۶　ہدیہ ۱/۲۵

فقہ اسلامیہ میں قوانینِ وراثت بہت بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ احناف میں ان کی اولین تدوین حضرت ابوحنیفہؒ اور ان کے دو تلامذہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے کی، ان احکام کی تشریح و تطبیق پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں۔ ہمارے مدارس عربیہ اور یونیورسٹی لا کالجوں میں قوانین وراثت بطور نصاب شامل ہیں۔ قاضی صاحب موصوف نے نہایت عام فہم طرز پر ان کی وضاحت کی ہے انگریزوں کے زمانہ میں قوانین وراثت پرسنل لا کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے تھے اور مسلمانوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے وہ رواج کی پابندی کریں اور چاہے وہ اپنی وراثتیں شرعی قوانین کی رو سے تقسیم کریں۔ قیام پاکستان کے بعد ان قوانین کا سمجھنا اور ضروری ہو گیا۔ چنانچہ لازم ہے تمام مسلمان قوانین وراثت سے بخوبی آگاہ ہوں

کتاب کی کتابت و طباعت معیاری ہے اسے قیمت بھی نہایت مناسب ہے

نوٹ

چٹ پر سرخ نشان × چندہ ختم ہونے کی علامت ہے　(ادارہ)

... امام الدین ... پریس ... لاہور سے شائع ہوا)

اللہ کا شکر

بچوں کا صفحہ

ہم تم کس کے بندے ہیں؟ اللہ کے، اسی نے ہم کو پیدا کیا وہی ہم کو پالتا پوستا ہے۔ اور جب وہ چاہے گا ہم کو اپنے پاس بلا لے گا، وہ ہم پر بڑا ہی مہربان ہے اس نے ہم کو بیشمار نعمتیں بخشی ہیں۔ کھانے کو بھانت بھانت کے اناج مزیدار گوشت لذیذ میوے دیئے اور پینے کو ٹھنڈا پانی عطا کیا ہے، دو ہاتھ دیئے ہیں کہ کام کاج کریں دو پاؤں عطا کئے ہیں کہ چلیں پھریں، اسی طرح دیکھنے کے لئے دو آنکھیں دی ہیں۔ سونگھنے کے لئے ناک اور سننے کے لئے دو کان دیئے ہیں باقی جتنے جاندار ہیں۔ بکری گائے بھینس، گھوڑا، کتا، بلی، چیل، کوا، طوطا، چڑیا غرض سارے چرند، پرند، کیڑے مکوڑے سب اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ وہی سب کو پالتا ہے وہی مارتا وہی کھانے پینے کی نعمتیں بخشتا ہے

اللہ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے اور ان کو ایسی ایسی نعمتیں بخشتا ہے، پھر بندے اس کا کیا کام کرتے ہیں۔ اس کی کوئی خدمت بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ نہیں نہیں — وہ کسی سے خدمت نہیں چاہتا نہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ نہ وہ کسی کا محتاج ہے۔ ہاں بندوں پر یہ لازم ہے کہ اس کی عنایتوں کو یاد رکھیں۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر کریں۔ شکر کیا ہے نعمت بخشنے والے کا احسان ماننا اس کی بخشش پر خوش ہو کر اس کی تعریف کرنا۔ تم پوچھو گے کہ اللہ تعالےٰ سب مخلوقات کو نعمتیں بخشتا ہے۔ کیا انسان اور کیا چرند پرند تو پھر سب جاندار اس کا شکر کرتے ہیں۔ تم کل صبح سویرے آؤ گے تو ہم یہ بات اچھی طرح سمجھائیں گے۔

یہ دیکھو! ابھی سورج نہیں نکلا مگر جانور اپنے بسیروں سے نکل آئے مینا، طوطے، کوّے کیسی طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں موروں نے جنگل سر پر اٹھا لیا ہے چڑیوں نے چیں چیں کا شور مچا رکھا ہے تم ان کی بولیاں نہیں سمجھتے یہ سب خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں جب تم رات کو سوتے ہو تو دالان سے چک چک کی آواز سنتے ہو گے تم جانتے ہو یہ کس کی آواز ہے؟ یہ جھینگر ہے جو اپنے اللہ کا ذکر کرتا ہے تم نے رات کو اکثر مینڈکوں کا ٹرانا سنا ہو گا یہ بھی اس کی نعمتوں کے گیت گایا کرتے ہیں

ذرا سوچو کہ جب بے زبان جانور خدا کا ذکر کرتے ہیں تو انسان کیوں نہ کرے پرندے اندھیرے منہ اٹھتے ہیں اور خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ مگر غافل لوگ اس وقت پڑے سوئے رہتے ہیں جھینگر اور مینڈک رات بھر خدا کو یاد کرتے ہیں مگر وہ ان لوگوں کی نیند کا وقت ہوتا ہے

جب بے سمجھ جانور خدا کو یاد رکھیں تو انسان اس کو کیوں بھلائے انسان کو تو خدا نے عقل اور فہم دیا ہے سمجھنے اور پرکھنے کا مادہ بخشا ہے اس پر تو سب سے پہلے فرض ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو یاد رکھے اس کی نعمتوں کی طرف دھیان کرے اور اس کا شکر بجا لائے۔ صبح کو اٹھے تو اس کی بندگی کرے رات کو سونے لگے تو پہلے اس کی درگاہ میں حاضر ہو پھر لیٹے —

پیغمبرؐ کی تابعداری

تم پوچھو گے کہ خدا کا شکر اور بندگی کس طرح کرنی چاہیئے تو سنو۔ خدا کے جتنے بندے ہو چکے اور جتنے ہیں اور جتنے ہوں گے۔ ان میں سب سے زیادہ پاک اور نیک بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ خدا کو اپنے تمام بندوں سے بڑھ کر پیارے ہیں اور اس کی درگاہ میں سب سے زیادہ ان کا قرب ہے۔ خدا نے آپ کے پاس جبریلؑ فرشتہ بھیجا اور اس کی معرفت اپنی بندگی کا طریقہ بتایا اور فرمایا کہ تم اس طرح میری بندگی کرو۔ اور میرے دوسرے بندوں کو بھی سکھا دو کہ سب اس طرح میری بندگی کیا کریں اس بندگی کا نام نماز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز کا طریقہ بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کس کس وقت نماز پڑھنی چاہیئے اور کتنی پڑھنی چاہیئے نماز پڑھنے والے کو کیسا ثواب ملے گا اور نہ پڑھنے والے کو کتنا عذاب ہو گا۔ نماز کے سوا اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے آپؐ کو بتائیں اور فرمایا کہ حکم کرو میرے بندے ان پر عمل کریں۔ پس ہم پر فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا پیغمبر اور راہنما سمجھیں اور جو راستہ آپ نے بتایا اس پر چلیں جو حکم دیا اس کو خدا کا حکم سمجھیں اور اس پر عمل کریں نماز کے متعلق جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ پہلے وہ سن لو اور یاد کر لو تو باقی باتیں پھر بتائیں گے۔

جب نماز پڑھتے ہیں تو گویا خدا کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اس کے ادب کی وجہ سے ہاتھ باندھتے ہیں عاجزی کے لئے سر اور کمر جھکاتے ہیں۔ جو کچھ منہ سے پڑھتے ہیں وہ خدا کی تعریف ہوتی ہے اس کی نعمتوں کا شکر ہوتا ہے۔ ہر مرد اور عورت پر فرض ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرے — دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ! ہم سب کو پکا سچا مسلمان بنائے (آمین)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۱/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۵۶ء

اثر زبیری

جنازہ غنیؓ

یوم شہادت ۱۸ ذی الحجہ

جو گوش حق نیوش ہے تو آہ دِل گداز سُن
صدا شکست دِل کی ہے نوائے نے نواز سُن
سلوک کیا ہوا ہے دیکھ لاشۂ غنی کے ساتھ
زبانِ بے زبان سے فسانۂ حجاز سُن!
رسولؐ کا یہ حکم ہے کہ ان سے حُسنِ ظن رکھو
ندائے غزنوی ہے یہ حکایتِ ایاز سُن!
جو اپنے انحطاط کا سبب ہے پوچھنا تجھے
سبائیوں کا دشمنوں کے ساتھ سازباز سُن!
یہ مصریوں کا قہر ہے یہ کوفیوں کا زہر ہے
خلیفۂ رسولؐ کی بلاکشی کا راز سُن!
غنیؓ کی لاش جا رہی تھی تختۂ شکستہ پر
برہنہ پا، برہنہ سر، تھا پیکرِ نیاز سُن!
ستمگروں نے کھینچ لی قمیص جسمِ پاک سے
ہے سوزِ دل بڑھا ہوا، غمِ جگر کا راز سُن
حقیقت آشنا اٹھا وہ جس پہ حق کو ناز تھا
وہی شہید ہوگیا، یہ فتنۂ مجاز سُن
دِلوں کو کیوں نہ شق کرے یہ داستانِ خونچکاں
گلو کے ساتھ کٹ گئی تھیں نائلہ کی اُنگلیاں!

پتھّروں کی بارش

یا علم
جہالت

(۱) — اور لوط (علیہ السلام) نے جب اپنی قوم کو کہا کیا تم ایسی بیحیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے ایسی (بیحیائی) کسی نے نہیں کی۔ بیشک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو اور اس کی قوم نے کوئی جواب نہیں دیا مگر یہی کہا کہ انکو اپنے شہر سے باہر نکال دو، یہ لوگ بڑے ہی پاکباز بننا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے اُسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچا لیا کہ وہ وہاں رہنے والوں میں رہ گئی اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھئے گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔ (الاعراف پ۸)

(۲) — پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں اور اس زمین پر کھنگر کے پتھّر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے (ہود پ۱۲)

(۳) — اور ہم نے لوطؑ کو قطعی طور پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ صبح ہوتے ہی قوم لوطؑ کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ (الحجر پ۱۴)

(۴) — ہم اس بستی والوں پر اس لئے کہ بدکاری کرتے تھے آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے عقلمندوں کے لئے اس بستی کا واضح نشان چھوڑ دیا (العنکبوت پ۲۰)

(۵) — قوم لوط (علیہ السلام) نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا بے شک ہم نے ان پر پتھر برسائے سورۃ قمر پ۲۷

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

"خاموش مبلغ"

اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سمجھنے والا

(سورۂ القمر پ۲۷)